در دل مسلم مقام مصطفیٰ ﷺ است   آبروئے ما ز نام مصطفیٰ ﷺ است

آبروئے اقبال رحمۃ اللہ علیہ

علامہ اقبال کا نعتیہ کلام

مؤلف و مترجم

پروفیسر ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی

مونال پبلی کیشنز راولپنڈی

در دِل مسلم مقام مصطفیٰ ﷺ است
آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ ﷺ است

آبروئے اقبالؒ

(اقبال کا نعتیہ کلام)

مؤلف ومترجم

پروفیسر ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہے

نام کتاب.................................. آبروئے اقبالؒ

مؤلف ومترجم .... پروفیسر ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی

بااہتمام .... ذیشان علی،عثمان وجاہت

ایڈیشن اول .... فروری 2014ء

کمپوزنگ.................................. اسلم شہزاد قادری، ناصر زمان خان

لے آوٹ ڈیزائنگ ....

ناشر .... احمد بک کارپوریشن، راولپنڈی

قیمت..

انتساب

اقبالؒ کے والد گرامی

جناب شیخ نور محمدؒ کے نام

جن کی تربیت اور دعاؤں نے اقبالؒ کو
کشتۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنادیا

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ڈاکٹر محمد حبیب اللہ چشتی

۲۷-۰۵-۲۰۱۲

بیا بمجلس اقبالؔ و یک دو ساغر کش
اگرچہ سر نہ تراشد قلندری داند

(اقبالؒ)

''اقبالؒ کی مجلس میں آ، اور ایک دو ساغر پی، وہ اگرچہ سر نہیں راشتا لیکن قلندری جانتا ہے۔''

فہرست

اقبالؒ بارگاہِ رسالتؐ میں ۔۔۔از ڈاکٹر عابد سیال	6
سوئے منزل ۔۔۔۔۔از ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی	8
شیخ نور محمد کے نام ۔۔۔از کلیات مکاتیب اقبالؒ (اقبالؒ اور محبت رسولؐ کے تناظر میں ایک اہم مکتوب)	11
بانگ درا	14
بال جبریل	30
ضرب کلیم	38
ارمغان حجاز (اُردو)	42
اسرار خودی	44
پیام مشرق	95
زبور عجم	106
جاوید نامہ	108
پس چہ باید کرد اے اقوام شرق	120
ارمغان حجاز (فارسی)	145
اقبال اور محبت رسول ﷺ	167

اقبالؒ بارگاہِ رسالتؐ میں

بڑی شاعری کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد قاری فکری اور جمالیاتی حوالے سے وہ نہ رہے جو اسے پڑھنے سے پہلے تھا۔ اس کے اندر ایسی تبدیلی آئے کہ اسے اپنا جہانِ فکر وسیع اور ذوقِ جمال صیقل ہونے کا احساس ہو۔ برصغیر کی شاعری کی تاریخ میں فکر اور آرٹ کے امتزاج کے حوالے سے اقبال کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ زندگی کے کسی رخ کی جمالیاتی تعبیر کرنا اور اسے ہنروری کے ساتھ پیش کرنا ہر بڑے شاعر کا خاصہ ہوتا ہے لیکن ایک مربوط نظامِ فکر مرتب کرنا اور پھر اسے شاعری میں اس بلاغت کے ساتھ بیان کرنا کہ وہ بیان اور حسنِ بیان ہر دو حوالوں سے نہ صرف اعلیٰ ترین معیارات پر پوری اترے بلکہ نئے معیارات کی تشکیل کا باعث بنے، فنی سطح پر معجزے سے کم نہیں۔ اقبال کی شاعری اسی اعجاز کا نام ہے۔

اقبال، عشق کو زندگی کی قوتِ محرکہ قرار دیتے ہیں۔ ان کی شاعری کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خود ان کی ذات کے حوالے سے یہ عشق، عشقِ رسول ﷺ ہے۔ عشقِ رسولؐ اقبال کے نزدیک محض ایک جذبے کا نام نہیں بلکہ اسلوبِ حیات ہے۔ مسلمان کی زندگی کا کوئی عمل انھیں اس کے بغیر کامل نظر نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں سے نعتیہ عناصر کو الگ کرنا ایسا ہی ہے جیسے جسم سے خون کو الگ کرنا۔ اقبال کے فکر کے ہر زاویے اور ان کے فن کی ہر کروٹ میں اس قوتِ محرکہ کی موجودگی کا احساس نمایاں طور پر ہوتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب کا عنوان اور مسودہ دیکھنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ محبوبِ رب العالمین ﷺ کی محبت کا یہی جذبہ جناب حبیب اللہ چشتی کے دل میں بھی موجزن ہے اور اسی جذبے کے تحت انھوں نے اقبال کی شاعری کے خرمن سے ایسے خوشے چننے کی سعی کی ہے جن میں عشقِ رسول ﷺ کا رنگ اجاگر اور نمایاں ہے۔

سب سے پہلی قابلِ توجہ چیز کتاب کے عنوان ''آبروئے اقبال'' کی بلاغت ہے۔ اگر اقبال خود بھی اپنے نعتیہ اشعار کو الگ سے جمع کرتے تو شاید یہی نام رکھتے۔ اس عنوان کا سرچشمہ اقبال کا مصرع ''آبروئے ما زنام مصطفیٰ ﷺ است'' ہے جو کتاب کے سرنامے پر بھی درج ہے۔ اس رعایت سے یہ نام تجویز کرنا نہ صرف علمی نکتہ سنجی کا اظہار ہے بلکہ اقبال اور اس کتاب کے مرتب کے عشقِ رسول ﷺ کی ترجمانی بھی کرتا ہے۔

اقبال کی اردو اور فارسی شاعری کا بالاستیعاب مطالعہ کرنا اور موضوع سے متعلق اشعار کی تلاش کرنا دقتِ نظر اور ذوقِ سلیم کے بغیر ممکن نہیں تھا، تاہم اس کوشش کے حاصل کو دیکھنے کے بعد مسرت کے ساتھ یہ احساس ہوتا ہے کہ خالقِ کائنات نے جناب ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی کو یہ دولتیں فراوانی سے عطا کی ہیں۔ مزید خوشی کی بات یہ ہے کہ انھوں نے باریک بینی اور ذوقِ جمال کی ان نعمتوں کے شکرانے کے لیے جو پیرایہ اختیار کیا ہے وہ بجائے خود سعادت بھی ہے اور عبادت بھی۔ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کے محبوب ﷺ کی محبت میں صرف کرنے سے بڑھ ان نعمتوں کا استعمال اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس ضمن میں عثمان وجاہت صاحب کا ذکر نہ کرنا حق تلفی ہوگی جو اس کاوش کے محرک ہیں۔ میں ہر دو صاحبان کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اس سعادت میں مجھے بھی شامل کیا۔ کتاب پر ایک نظر ڈالتے ہوئے ہر لحظہ اسی سرخوشی اور سرشاری میں گزرا کہ شاید یہی عمل نجات کا وسیلہ بن جائے۔

مجھے یقین ہے کہ جناب ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی صاحب کی یہ سعی خالق کی خوشنودی اور مخلوق کی خوشی کا باعث ہوگی۔

ڈاکٹر عابد سیال

شعبہ اُردو

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز

اسلام آباد

سوئے منزل

حضرت علاّمہ اقبالؒ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے، وہ ایک عظیم فلاسفر، بڑے دانشور، قائد ملت اسلامیہ، ایک ماہر و جہاندیدہ وکیل اور عالم اسلام کے عظیم ترین شعراء میں سے تھے۔ان کی ہر صفت لائق صد تحسین اور ان کی شخصیت کا ہر پہلو قابلِ رشک اور باعث تقلید ہے۔ وہ کشور الفاظ کے بادشاہ بھی تھے اور سلطنت معانی کے تاجدار بھی۔ بلاشبہ ان کی شخصیت اس ہشت پہلو ہیرے کی طرح ہے جسے جس طرف سے بھی دیکھا جائے وہ اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔

ان تمام حقائق کے باوجود ان کی شخصیت کے جس پہلو نے ان کی ذات کو امر کر دیا اور انہیں محبوب خلائق بنا دیا وہ ان کا جذبہ عشق رسول ﷺ ہے۔اسی چیز نے ان کے کلام کو وہ حیثیت دی جو روح کسی جسم کو دے دیتی ہے۔ وہ عشق رسالت مآب ﷺ میں ماہئ بے آب کی طرح تڑپتے بھی تھے اور دوسروں کو تڑپاتے بھی تھے، چونکہ انسان کا ظاہر اس کے باطن کا غماز ہوتا ہے اس لیے اقبال کے کلام میں جا بجا ایسے اشعار ملتے ہیں جو ان کے عشق رسول اللہ ﷺ کے جذبوں کا مظہر ہیں۔ جنہیں آسان الفاظ میں نعتیہ اشعار کہا جا سکتا ہے۔

آئندہ اوراق میں انھی نعتیہ اشعار کا ایک انتخاب پیش کیا جا رہا ہے۔ میں نے صرف وہی اشعار درج کیے جو صراحۃً نعتیہ ہیں یا ان کا کسی نعتیہ شعر سے کوئی گہرا تعلق ہے، چونکہ لکھتے وقت اقبال کی واردات کسی بحر بیکراں کی طرح ہوتی ہیں اس لیے بہت

سے اشعار اور متعدد نظموں کے متعلق یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ وہ حمدیہ ہیں یا نعتیہ، اگرچہ حمد اور نعت میں کوئی تضاد تو نہیں لیکن ایک فرق ضرور ہے جو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور رکھنے کی کوشش بھی کی گئی ہے وگرنہ اس طرز پر ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

یہ میری سعادت ہے کہ میں اتنے دن نبی کریم ﷺ کی نعتیں پڑھتا بھی رہا اور لکھتا بھی رہا:

میرے ہاتھوں سے اور میرے ہونٹوں سے خوشبوئیں جاتی نہیں
میں نے نامِ محمدؐ کو لکھا بہت اور چوما بہت

میں اس سعادت سے شاید محروم ہی رہتا اگر میرے ایک مخلص دوست عثمان وجاہت بار بار میری توجہ اس سعادت کی طرف مبذول نہ کرواتے۔ ہمارے ایک مشترکہ دوست ذیشان علی بھی طباعت میں معاون رہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کو سعادتِ دارین سے بہرہ مند فرمائے۔ میں استاد گرامی مرتبت ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی صاحب کا انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے قیمتی مشوروں سے نوازا اور برادر مکرم علّامہ محمد اسلم شہزاد صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت میں دلچسپی لی۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو دونوں جہانوں کی برکتیں نصیب فرمائے۔ آمین۔

منہج و اسلوب:

اس نعتیہ کلام کے انتخاب کا اسلوب یہ رکھا گیا کہ ہر کتاب کا حوالہ نمبر نئے نمبر سے شروع کیا گیا۔ یعنی جب دوسری کتاب شروع ہوئی تو حوالہ جات پھر ایک نمبر سے شروع کیے گئے۔

پہلا حوالہ مفصل دیا گیا اور پھر صرف ن-م (نفس مصدر) لکھ کر صفحہ درج کر دیا۔

فارسی اشعار کا ترجمہ کر دیا گیا۔ اگرچہ ترجمہ کرنے میں مَیں نے متعدد کتب سے مدد لی لیکن پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی کے ترجمہ سے میں نے بہت زیادہ رہنمائی لی۔ اللہ تعالیٰ انہیں دارین کی برکتیں عطا فرمائے۔

میں جناب راجہ آصف علی خان کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے بڑی محنت اور لگن سے اس کتاب کا پروف پڑھا اور تصحیح بھی فرمائی ان کے مشورے ہمارے لیے بہت قیمتی رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

میں ڈاکٹر عابد سیال صاحب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکرگزار ہوں جنہوں نے اپنے قیمتی آراء سے نوازا اور اپنے بصیرت افروز تاثرات تحریر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہانوں کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ مجھے اپنی قیمتی آراء سے نوازیں کیونکہ بہتری کی گنجائش بہرحال موجود رہتی ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوابُ الرَّحِیْم وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَ نُوْرِ عَرْشِهٖ وَزِیْنَةِ فَرْشِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن . آمِیْنِ بِحُرْمَةِ طٰهٰ وَ یٰسِیْن.

محتاج دعا

حبیب اللہ چشتی

مکان نمبر BIV-1180، مسلم ٹاؤن،

راولپنڈی

0323-5285231

علاّمہ اقبال کا ایک اہم خط اپنے والد گرامی کے نام
(اقبال اقبالؒ کیسے بنے اس کا جواب اس خط سے ملے گا)

شیخ نور محمد کے نام

لاہور، ۲۳اپریل ۱۹۲۰ء۔

قبلہ وکعبہ السلام علیکم!

قریباً چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ مجھے ایک گمنام خط آیا جس کا مضمون یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں تمہاری ایک خاص جگہ ہے جس کا تم کو کچھ علم نہیں۔ اگر تم فلاں وظیفہ پڑھا کرو تو تم کو بھی اس کا علم ہو جائے گا۔ وہ وظیفہ خط میں درج تھا۔ میں نے اس خیال سے کہ وہ گم نام تھا اس کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ اب وہ خط میرے پاس نہیں ہے معلوم نہیں ردّی میں مل ملا کر کہاں چلا گیا۔

پرسوں کا ذکر ہے کہ کشمیر سے ایک پیرزادہ مجھ سے ملنے کے لیے آیا۔ اس کی عمر قریب تیس پینتیس سال کی ہوگی۔ شکل سے شرافت کے آثار معلوم ہوتے تھے۔ گفتگو سے ہشیار، سمجھ دار اور پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا تھا۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ مجھ سے کوئی گفتگو کرے مجھ کو دیکھ کر بے اختیار زار وقطار رونے لگا۔ میں نے سمجھا کہ شاید مصیبت زدہ ہے اور مجھ سے کوئی مدد مانگتا ہے۔ استفسار حال کیا تو کہنے لگا کہ کسی مدد کی ضرورت نہیں مجھ پر خدا کا بڑا فضل ہے۔ میرے بزرگوں نے خدا کی

ملازمت کی اب میں ان کی پنشن کھا رہا ہوں۔ رونے کی وجہ خوشی ہے نہ غم۔ مفصّل کیفیت پوچھنے پر اس نے کہا کہ نوگام میں جو میرا گاؤں سری نگر کے قریب ہے، میں نے عالم کشف میں نبی کریم ﷺ کا دربار دیکھا۔ صف نماز کے لیے کھڑی ہوئی تو حضور سرورِ کائنات ﷺ نے پوچھا کہ محمد اقبالؒ آیا ہے، یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ محفل میں نہیں تھا۔ اس پر ایک بزرگ کو اقبالؒ کے بلانے کے واسطے بھیجا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک جوان آدمی جس کی داڑھی منڈی ہوئی تھی اور رنگ گورا تھا مع ان بزرگ کے صفِ نماز میں داخل ہو کر سرورِ کائنات ﷺ کے دائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ پیرزادہ صاحب کہتے ہیں کہ اس سے پہلے میں آپ کی شکل سے واقف نہ تھا نہ نام معلوم تھا۔ کشمیر میں ایک بزرگ مولوی نجم الدین صاحب ہیں جن کے پاس جا کر میں نے یہ سارا قصّہ بیان کیا تو انہوں نے آپ کی بہت تعریف کی۔ وہ آپ کو آپ کی تحریروں کے ذریعہ جانتے ہیں گو انہوں نے آپ کو کبھی دیکھا نہیں۔ اس دِن سے میں نے ارادہ کیا کہ لاہور جا کر آپ سے ملوں گا۔ سو محض آپ کی ملاقات کی خاطر میں نے کشمیر سے سفر کیا ہے اور آپ کو دیکھ کر مجھے بے اختیار رونا اس واسطے آیا کہ مجھ پر میرے کشف کی تصدیق ہو گئی کیونکہ جو شکل آپ کی میں نے حالتِ کشف میں دیکھی اس سے سرمو فرق نہ تھا۔ اس ماجرا کو سن کر مجھ کو وہ گمنام خط یاد آیا جس کا ذکر میں نے اس خط کے ابتدا میں کیا ہے۔ مجھے سخت ندامت ہو رہی ہے اور روح نہایت کرب و اضطراب کی حالت میں ہے کہ میں نے کیوں وہ خط ضائع کر دیا۔ اب مجھ کو وہ وظیفہ یاد نہیں جو اس خط میں لکھا تھا۔ آپ مہربانی کر کے اس مشکل کا کوئی علاج بتائیں کیونکہ پیرزادہ صاحب کہتے تھے کہ آپ کے متعلق میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ آپ کے والدین کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے بالکل صحیح ہے کیونکہ میرے اعمال تو اس

قابل نہیں ہیں ایسا فضل ضرور ہے کہ دعا کا ہی نتیجہ ہو، لیکن اگر حقیقت میں پیرزادہ صاحب کا کشف صحیح ہے تو میرے لیے لاعلمی کی حالت سخت تکلیف دہ ہے اس کا یا تو کوئی علاج بتایئے یا مزید دعا فرمایئے کہ خدا تعالیٰ اس گرہ کو کھول دے۔ زیادہ کیا عرض کروں خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔ بھائی صاحب کا خط مل گیا تھا۔ کل پرسوں سے امتحانات کے پرچے آئیں گے۔ ان کو ختم کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

محمد اقبال

(مظلوم اقبال)[1]

۱- کلیات مکاتیب اقبال: ۲/ ۱۷۵-۱۷۶، مرتبہ سید مظفر حسین برنی اردو اکادمی دہلی۔

بانگِ درا

جوابِ شکوہ

ہو نہ یہ پھول، تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خُم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اِسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اِسی نام سے ہے

دشت میں، دامنِ کہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے

چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے

چشمِ اقوام یہ نظّارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکْ دیکھے

مردمِ چشمِ زمیں، یعنی وہ کالی دنیا
وہ تمھارے شہدا پالنے والی دنیا

گرمیِ مہر کی پروردہ، ہلالی دنیا
عشق والے جسے کہتے ہیں بلالی دنیا

تپش اندوز ہے اس نام سے پارے کی طرح
غوطہ زن نور میں ہے آنکھ کے تارے کی طرح

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری
مرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تری

ماسوااللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں[1]

۱- بانگ درا: ص ۲۰۸، علامہ محمد اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور۔

ترانہ ملی

سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

اقبالؔ کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا[۲]

۲- ن-م: ص ۱۵۹

حضور رسالت مآبؐ میں

گراں جو مجھ پہ یہ ہنگامۂ زمانہ ہوا
جہاں سے باندھ کے رختِ سفر روانہ ہوا

قیودِ شام و سحر میں بسر تو کی لیکن
نظامِ کہنۂ عالم سے آشنا نہ ہوا

فرشتے بزمِ رسالت میں لے گئے مجھکو
حضورِ آیۂ رحمتؐ میں لے گئے مجھکو

کہا حضورؐ نے اے عندلیبِ باغِ حجاز!
کلی کلی ہے تری گرمیٔ نوا سے گداز

ہمیشہ سرخوشِ جامِ وِلا ہے دل تیرا
فتادگی ہے تری غیرتِ سجودِ نیاز

اڑا جو پستیٔ دنیا سے تو سوئے گردوں
سکھائی تجھ کو ملائک نے رفعتِ پرواز

نکل کے باغِ جہاں سے برنگ بو آیا
ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کے تو آیا؟

''حضورؐ! دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی

ہزاروں لالہ و گل ہیں ، ریاضِ ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بُو ، وہ کلی نہیں ملتی

مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی

جھلکتی ہے تری اُمت کی آبرو اِس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اِس میں[۳] ''

۳- ن-م:۱۹۷

صدیقؓ

اک دن رسولِ پاکؐ نے اصحابؓ سے کہا
دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار

ارشاد سن کے، فرطِ طرب سے عمرؓ اٹھے
اُس روز اُن کے پاس تھے درہم کئی ہزار

دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار

لائے غرض کہ مال رسولِ امیںؐ کے پاس
ایثار کی ہے دستِ نگر ابتدائے کار

○

پوچھا حضور سرورِ عالمؐ نے اے عمرؓ!
اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار!

رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار

اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا
جس سے بِنائے عشق و محبت ہے استوار

لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار

ملکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپِ قمرسم و شتر و قاطر و حمار

بولے حضورؐ چاہیے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار

اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس[۴]

۴۔ ن۔م: ص۲۲۴۔

بلالؓ

لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے
اہلِ قلم میں جس کا بہت احترام تھا

جولاں گہِ سکندرِ رومی تھا ایشیا
گردوں سے بھی بلندتر اُس کا مقام تھا

تاریخ کہہ رہی ہے کہ رومی کے سامنے
دعویٰ کیا جو پورس و دارا نے خام تھا

دنیا کے اِس شہنشہِ انجم سپاہ کو
حیرت سے دیکھتا فلکِ نیل فام تھا

آج ایشیا میں اُس کو کوئی جانتا نہیں
تاریخ دان بھی اُسے پہچانتا نہیں

لیکن بلالؓ ، وہ حبشی زادۂ حقیر
فطرت تھی جس کی نورِ نبوت سے مستنیر

جس کا امیں ازل سے ہوا سینۂ بلالؓ
محکوم اِس صدا کے ہیں شاہنشہ و فقیر

ہوتا ہے جس سے اسود و احمر میں اختلاط
کرتی ہے جو غریب کو ہم پہلوئے امیر

ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز
صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوشِ چرخِ پیر

اقبالؔ کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے؟
رومی فنا ہوا ، حبشی کو دوام ہے![۵]

۵- ن-م:ص۲۴۱۔

جنگ یرموک کا ایک واقعہ

صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند
تھی منتظر حنا کی عروسِ زمینِ شام

اک نوجوان صورتِ سیمابِ مضطرب
آکر ہوا امیرِ عساکر سے ہمکلام

اے بو عبیدہؓ رخصتِ پیکار دے مجھے
لبریز ہو گیا مرے صبر و سکوں کا جام

بیتاب ہو رہا ہوں فراقِ رسولؐ میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

جاتا ہوں میں حضورِ رسالتؐ پناہ میں
لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام

یہ ذوق و شوق دیکھ کے پُرنم ہوئی وہ آنکھ
جس کی نگاہ تھی صفتِ تیغِ بے نیام

بولا امیرِ فوج کہ ''وہ نوجواں ہے تو
پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام

پوری کرے خدائے محمدؐ تری مراد
کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام!

پہنچے جو بارگاہ رسولِ امیںؐ میں تو
کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کیے تھے حضورؐ نے''[۶]

۶- ن-م: ص ۲۴۷۔

میں اور تو

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی، نہ حریف پنجہ فگن نئے
وہی فطرتِ اسد اللّٰہی ، وہی مرحبی، وہی عنتری

کرم اے شہہِ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دماغِ سکندری[*۶]

مذہب

اپنی ملّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

اُن کی جمعیت کا ہے مُلک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

دامنِ دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملّت بھی گئی![۷]

*۶- ن-م:۲۵۳-
۷- ن-م:ص۲۴۸-

شبِ معراج

اخترِ شام کی آتی ہے فلک سے آواز
سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات

رہِ یک گام ہے ہمت کے لیے عرش بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات[۸]

○

اے بادِ صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے اُمّت بیچاری کے دیں بھی گیا، دنیا بھی گئی

عزت ہے محبت کی قائم اے قیس! حجابِ محمل سے
محمل جو گیا، عزت بھی گئی، غیرت بھی گئی، لیلیٰ بھی گئی

کی ترک تگ و دو قطرے نے، تو آبروئے گوہر بھی ملی
آوارگیٔ فطرت بھی گئی، اور کشمکشِ دریا بھی گئی[۹]

۸- ن-م:ص ۲۴۹۔
۹- ن-م:ص ۲۷۸۔

○

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرمِ خانہ خراب کو تیرے عفوِ بندہ نواز میں [10]

○

تہِ دام بھی غزل آشنا رہے طائرانِ چمن تو کیا
جو فغاں دلوں میں تڑپ رہی تھی نوائے زیر لبی رہی

مرا ساز اگرچہ ستم رسیدۂ زخمہ ہائے عجم رہا
وہ شہیدِ ذوقِ وفا ہوں میں کہ نوا مری عربی رہی [11]

۱۰- ن-م:ص۲۸۱۔
۱۱- ن-م:۲۸۲۔

بالِ جبریل

○

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں
'کہ بر فتراکِ صاحب دولتے بستم سرِ خود را'

وہ دانائے سُبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ! [۱۲]

○

ضمیر پاک و نگاہ بلند و مستیٔ شوق
نہ مال و دولتِ قاروں، نہ فکرِ افلاطوں!

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریّت کی زد میں ہے گردوں [۱۳]

۱۲- بال جبریل: ص ۲۵، علاّمہ محمد اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز، لاہور۔

۱۳- ن-م: ص ۲۷۔

O

مجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
کہ ظاہر میں تو آزادی ہے، باطن میں گرفتاری!

تو اے مولائے یثرب آپ میری چارہ سازی کر
مری دانش ہے افرنگی، میرا ایماں ہے زنّاری [۱۴]

O

عشقِ بتاں سے ہاتھ اٹھا، اپنی خودی میں ڈوب جا
نقش و نگارِ دَیر میں خونِ جگر نہ کر تلف

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف [۱۵]

۱۴- ن-م:ص۳۸۔

۱۵- ن-م:ص۴۰۔

○

عروجِ آدمِ خاکی کے منتظر ہیں تمام
یہ کہکشاں ، یہ ستارے ، یہ نیلگوں افلاک

جہاں تمام ہے میراث مردِ مومن کی
میرے کلام پہ حجت ہے نکتۂ لَوْلَاک![۱۶]

○

ترا جوہر ہے نوری ، پاک ہے تو
فروغِ دیدۂ افلاک ہے تو

ترے صیدِ زبوں افرشتہ و حور
کہ شاہینِ شہِ لوْلاکؐ ہے تو[۱۷]

○

کافرِ ہندی ہوں میں، دیکھ میرا ذوق وشوق
دل میں صلوٰۃ و درود، لب پہ صلوٰۃ و درود[۱۸]

۱۶- ن-م:ص ۶۷۔
۱۷- ن-م:ص۸۴۔
۱۸- ن-م:ص۹۶۔

○

آیۂ کائنات کا معنیِ دیریاب تو!
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو!

خونِ دل و جگر سے ہے میری نوا کی پرورش
ہے رگِ ساز میں رواں صاحبِ ساز کا لہو!

فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را
یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را

لَوح بھی تو، قلم بھی تُو، تیرا وجُود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب

شوکتِ سنجر و سلیم، تیرے جلال کی نمود!
فقرِ جُنَید و بایزید، تیرا جمالِ بے نقاب!

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب!

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل، غیاب و جستجو! عشق، حضور و اضطراب!

تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے
طبع زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گذشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علم نخیل بے رطب

تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰؐ، عقل تمام بولہب

گاہ بحیلہ می برد ، گاہ بزور می کشد
عشق کی ابتدا عجب! عشق کی انتہا عجب!

عالمِ سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو ، ہجر میں لذتِ طلب

عین وصال میں مجھے حوصلۂ نظر نہ تھا
گرچہ بہانہ جُو رہی میری نگاہِ بے ادب

گرمیٔ آرزو فراق! شورشِ ہائے و ہُو فراق!
موج کی جستجو فراق، قطرہ کی آبرو فراق![19]

۱۹- ن-م:ص۱۱۳-۱۱۴

○

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی
سماتی کہاں اِس فقیری میں میری

خصومت تھی سلطانی و راہبی میں
کہ وہ سربلندی ہے یہ سربزیری

سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
چلی کچھ نہ پیرِ کلیسا کی پیری

ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی
ہوس کی امیری ، ہوس کی وزیری

دوئی ملک و دیں کے لیے نامرادی
دوئی چشمِ تہذیب کی نابصیری

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
بشیری ہے آئینہ دارِ نذیری

اِسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک جُنیدی و اردشیری[۲۰]

۲۰- ن-م:ص ۱۱۸

ضرب کلیم

اے روحِ محمد ﷺ

شیرازہ ہوا ملتِ مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا ، تیرا مسلمان کدھر جائے!

وہ لذتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے!

ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اِس کوہ و بیاباں سے حدی خوان کدھر جائے!

اِس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے[۲۱]

۲۱- ضربِ کلیم: ص۴۸، علامہ محمد اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور۔

امرائے عرب سے

کرے یہ کافِر ہندی بھی جرأتِ گفتار
اگر نہ ہو امرائے عرب کی بے ادبی!

یہ نکتہ پہلے سکھایا گیا کس امت کو؟
وصال مصطفوی ، افتراق بولہبی!

نہیں وجود حدود و ثغور سے اس کا
محمدِؐ عربی سے ہے عالمِ عربی![۲۲]

ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو!

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اُس کے بدن سے نکال دو![۲۳]

۲۲- ن-م:۶۳-۶۴
۲۳- ن-م:ص۱۴۶

غازی علم الدین شہید نے گستاخِ رسول راجپال کو واصلِ جہنم کیا اور مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو شہادت پا کر لاہور میں آسودہ خاک ہوئے اور غازی عبدالقیوم شہید نے ایک اور گستاخِ رسول نتھو رام کو واصل جہنم کیا اور ۱۹۳۴ء کو شہادت پا کر کراچی میں آسودہ خاک ہوئے۔ اِن دونوں شہیدانِ ناموسِ رسالتؐ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے علاّمہ اقبال نے ایک نظم لکھی جس کا عنوان ہے: ''لاہور و کراچی''۔ اِس میں اقبال اِن شہیدانِ ناموس رسالتؐ کو یوں نذرانۂ محبت پیش کرتے ہیں:

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمانِ غیور
موت کیا شئے ہے؟ فقط عالمِ معنی کا سفر!

اِن شہیدوں کی دیت اہلِ کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر!

آہ! اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرف لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخر![۲۲]

۲۲- ن-م:۵۵،۵۶

ارمغان حجاز

(اردو)

۱۔ عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است!

۲۔ سرود برسرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر زمقامِ محمدؐ عربی است

۳۔ بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است[۱]

ترجمہ:

۱۔ عجم نے ابھی تک دین کی رمز کو نہیں سمجھا، ورنہ دیوبند سے حسین احمد (مدنی) یہ کیا بوالعجبی ہے۔

۲۔ منبر پر بیٹھ کے کہتا ہے کہ قوم وطن سے بنتی ہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے کتنا بے خبر ہے۔

۳۔ اپنے آپ کو مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دے، سارا دین یہی ہے اور اگر وہاں تک نہ پہنچا تو سب بولہبی ہے۔

۱۔ ارمغان حجاز (اردو)، ص ۴۹۔ علامہ محمد اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور۔

اسرار خودی

شعلہ ہائے او صد ابراہیم سوخت
تا چراغِ یک محمد برفروخت[۲]

○

۱۔ ہست معشوقے نہاں اندر دِلت
چشم اگر داری، بیا، بنمائمت

۲۔ عاشقانِ او زِخوباں خوب تر
خوشتر و زیبا تر و محبوب تر

۳۔ دل زِ عشق او توانا میشود
خاک ہمدوشِ ثریا میشود

۴۔ خاکِ نجد از فیضِ او چالاک شد
آمد اندر وجد و بر افلاک شد

۲۔ اسرارِ خودی: ص ۱۳، علامہ محمد اقبال۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز لاہور۔

۵۔ در دِل مسلم مقامِ مصطفیٰؐ است
آبروئے ما زنامِ مصطفیٰؐ است

۶۔ طور موجے از غبارِ خانہ اش
کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش

۷۔ کمتر از آنے ز اوقاتش ابد
کاسبِ افزائش از ذاتش ابد

۸۔ بوریا ممنونِ خوابِ راحتش
تاجِ کسریٰ زیرِ پائے اُمّتش

۹۔ در شبستانِ حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید

۱۰۔ ماند شبہا چشمِ او محرومِ نوم
تا بہ تختِ خسروی خوابید قوم[۳]

۳۔ ن۔م: ص ۱۹

ترجمہ: ۱- (اے مسلمان) تیرے دل میں ایک معشوق چھپا ہوا ہے اگر تو آنکھ رکھتا ہے تو آ، میں تجھے دکھاتا ہوں۔

۲- اِس (محبوب حجازی ﷺ) کے عاشق حسینوں سے کہیں بڑھ کے حسین، عمدہ، زیبا تر اور محبوب ہوتے ہیں۔ آپ سے محبت کرنے والے حسین زیادہ حسین و جمیل ہو جاتے ہیں۔

۳- دل اُن (حضور نبی کریم ﷺ) کے عشق سے قوی و توانا ہو جاتا ہے۔ آپ کی محبت سے مٹی ہمدوشِ ثریا ہو جاتی ہے۔

۴- آپ ﷺ کے فیضان سے نجد کی خاک ہنرمند ہو گئی اُس پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور وہ آسمانوں پر جا پہنچی۔

۵- مصطفیٰ کریم ﷺ کا مقام و مرتبہ مسلمان کے دل میں ہے اور ہماری سب عزتیں مصطفیٰ کریم ﷺ کے مبارک نام کے صدقہ سے ہیں۔

۶- کوہِ طور (جس پر حضرت موسیٰؑ کو دیدارِ الٰہی نصیب ہوا) حضور نبی اقدس ﷺ کے کاشانہ اقدس کی گرد کی ایک لہر ہے اور آپ کا دولت خانہ کعبہ کے لیے بیت الحرم کا درجہ رکھتا ہے۔

۷- ابد حضور نبی رحمت ﷺ کے اوقات کے ایک پل سے بھی کمتر ہے اور آپ کی ذات مبارک سے فیضان حاصل کرنے والا ہے۔

۸- چٹائی سرورِ دو عالم ﷺ کی راحت بھری نیند کی احسان مند ہے۔ کسریٰ کا تاج آپ ﷺ کی امت کے پاؤں تلے ہے۔

۹- آپ ﷺ نے غارِ حرا کے شبستان میں خلوت گزینی فرمائی اور دنیا کو ایک (بے مثال) قوم، آئین اور حکومت دی۔

۱۰- آپ ﷺ کی چشم ہائے مبارک کئی راتیں نیند سے محروم رہیں۔ تب کہیں قوم شاہی تخت پر آرام سے سوئی۔

○

۱۔ وقت ہیجا تیغ او آہن گداز
دیدۂ او اشکبار اندر نماز

۲۔ در دعائے نصرت آمیں تیغِ او
قاطعِ نسلِ سلاطیں تیغِ او

۳۔ در جہاں آئین نو آغاز کرد
مسندِ اقوامِ پیشیں در نورد

۴۔ از کلیدِ دیں درِ دنیا کشاد
ہمچو او بطنِ ام گیتی نزاد

۵۔ در نگاہِ او یکے بالا و پست
باغلامِ خویش بر یک خواں نشست[۴]

۴۔ ن-م:ص۱۹

ترجمہ: ۱- جنگ (جہاد) کے وقت آپ ﷺ کی تلوار لوہے کو پگھلا دیتی تھی۔ جبکہ حالتِ نماز میں حضور ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی۔

۲- (کافروں کے خلاف) نصرت کی دعا میں ''آمین'' آپ ﷺ کی تلوار بن جاتی تھی۔ آپ ﷺ کی تلوار نے بادشاہوں کی نسلوں کا سلسلہ کاٹ کے رکھ دیا۔

۳- حضور اکرم ﷺ نے دنیا میں ایک نئے آئین کی بنیاد رکھی۔ آپ ﷺ نے گذشتہ قوموں کی مسند کو الٹ کے رکھ دیا۔

۴- آپ ﷺ نے دین کی چابی سے دنیا کا دروازہ کھولا۔ آپ ﷺ جیسی شخصیت کو دنیا کی کسی ماں نے جنم نہیں دیا۔

۵- آپ ﷺ کی نگاہ پاک میں بلند و پست سب یکساں تھے۔ آپ ایک ہی دستر خوان پر اپنے غلام کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھتے۔

○

۱۔ در مصافے پیشِ آں گردوں سریر
دخترِ سردارِ طے آمد اسیر

۲۔ پائے در زنجیر و ہم بے پردہ بود
گردن از شرم و حیا خم کردہ بود

۳۔ دخترک را چوں نبیؐ بے پردہ دید
چادرِ خود پیشِ روئے او کشید

۴۔ ما ازاں خاتونِ طے عریاں تریم
پیشِ اقوامِ جہاں بے چادریم

۵۔ روزِ محشر اعتبارِ ماست او
در جہاں ہم پردہ دارِ ماست او

۶۔ لطف و قہرِ او سراپا رحمتے
آں بیاراں ایں باعدا رحمتے

۷۔ آں کہ بر اعدا درِ رحمت کشاد
مکہ را پیغامِ لا تثریب داد[۵]

ترجمہ:۱-ایک جنگ میں اس ذات عالی مقام ﷺ کے سامنے طے قبیلہ کے سردار کی بیٹی کو بطور قیدی پیش کیا گیا۔

۲- اس کے پاؤں میں زنجیریں تھیں اور اس کے پردے کا کوئی سامان نہ تھا، شرم و حیا سے اس نے اپنی گردن جھکائی ہوئی تھی۔

۳- جب نبی کریم ﷺ نے اس مجبور بیٹی کو بے پردہ دیکھا تو آپ نے اپنی مبارک چادر اس کے سر پہ ڈال دی۔

۴- ہم تو قبیلہ طے کی اس خاتون سے بھی بڑھ کر عریاں ہیں اور دنیا کی قوموں کے سامنے بے پردہ ہیں۔

۵- روز محشر شفیع مذنبین ﷺ ہی ہماری عزت و آبرو ہیں اور اس دنیا میں ہمارا پردہ رکھنے والے بھی حضور اقدس ﷺ ہی ہیں۔

۶- حضور اکرم ﷺ کی نرمی اور سختی دونوں رحمت ہیں، لطف و مہربانی دوستوں کے لیے اور قہر و سختی دشمنوں کے لیے رحمت ہے۔

۷- وہ ذات گرامی جس نے دشمنوں پر رحمت کے دروازے کھول دیئے اور اہل مکہ کو یہ مژدہ جانفزا سنایا **لاتثریب علیکم الیوم**۔ کہ آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہے۔

۵- ن-م:ص ۲۰

O

۱۔ ما کہ از قیدِ وطن بیگانہ ایم
چوں نگہ نورِ دو چشمیم و یکیم

۲۔ از حجاز و چین و ایرانیم ما
شبنمِ یک صبح خندانیم ما

۳۔ مستِ چشمِ ساقیِ بطحا ستیم
در جہاں مثلِ مے و مینا ستیم

۴۔ امتیازاتِ نسب را پاک سوخت
آتشِ او ایں خس و خاشاک سوخت[۶]

ترجمہ: ۱۔ ہم (مسلمان) جو قیدِ وطن سے نا آشنا ہیں ہم اس نور کی طرح ہیں جو ہوتا تو دو آنکھوں کا ہے لیکن ہوتا ایک ہے۔

۲۔ ہم حجاز، چین اور ایران سے ہیں۔ ہم ایک صبح خنداں (حضور اکرم ﷺ) کی شبنم ہیں۔

۳۔ ہم ساقی بطحا ﷺ کی آنکھوں کے مست و سرشار ہیں، دنیا میں ہماری مثال مے و مینا یعنی شراب اور صراحی کی ہے۔

۴۔ حضور اکرم ﷺ نے رنگ و نسب کے امتیازات مکمل طور پر ختم کر دیے، آپ ﷺ کی آگ نے یہ سب خس و خاشاک جلا ڈالی۔

۶۔ ن-م:۲۰

○

۱۔ چوں گلِ صد برگ ما را بو یکیست
اوست جانِ ایں نظام و او یکیست

۲۔ سرِّ مکنونِ دِلِ او ما بدیم
نعرہ بے باکانہ زد ، افشا شدیم

۳۔ شورِ عشقش در نئے خاموشِ من
می تپد صد نغمہ در آغوشِ من

۴۔ من چہ گویم از تولایش کہ چیست
خشک چوبے در فراقِ او گریست

۵۔ ہستیٔ مسلم تجلی گاہِ او
طورہا بالد زگردِ راہِ او

۶۔ پیکرم را آفرید آئینہ اش
صبحِ من از آفتابِ سینہ اش

۷۔ در تپیدِ دمبدم آرامِ من
گرم تر از صبحِ محشر شامِ من

۸۔ ابرِ آذار است و من بستانِ او
تاکِ من نمناک از بارانِ او

۹۔ چشم در کشتِ محبت کاشتم
از تماشا حاصلے برداشتم

۱۰۔ خاکِ یثرب از دو عالم خوش تر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

۱۱۔ کشتۂ اندازِ مُلّا جامیم
نظم و نثرِ او علاجِ خامیم

۱۲۔ شعر لب ریز معانی گفتہ است
در ثنائے خواجہ گوہر خفتہ است

۱۳۔ ''نسخۂ کونین را دیباجہ اوست
جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست''

۱۴۔ کیفیت ہا خیزد از صہبائے عشق
ہست ہم تقلید از اسمائے عشق

۱۵۔ کاملِ بسطام در تقلید فرد
اجتناب از خوردن خربوزہ کرد ؎

۷۔ ن-م: ص۲۱

ترجمہ: ۱۔سینکڑوں پتیوں والے پھول کی طرح ہماری خوشبو ایک ہے۔ وہی ذات رسالت مآب ﷺ اس نظام کی جان ہے اور وہ ایک ہی ہے۔

۲۔ حضور اکرم ﷺ کے دل کے چھپے ہوئے بھید ہم ہی تھے۔ ہم ایک نعرہ بے باکانہ تھے جسے آپ ﷺ کی ذات نے ظاہر کیا۔

۳۔ حضور اکرم ﷺ کے عشق کا شور میری خاموش بانسری میں بھرا ہوا ہے، میرے پہلو میں سینکڑوں نغمے تڑپ رہے ہیں (جو چاہتے ہیں کہ جلد دنیا کے کانوں تک پہنچ جائیں)

۴۔ میں محبوب حجازی ﷺ سے محبت کی حقیقت کیا بیان کروں (کہ کیسی ہے اور کیا ہے اتنا ہی جان لو کہ) ایک خشک لکڑی نے آپ کی جدائی میں رونا شروع کر دیا تھا۔

۵۔ مسلمان کا وجود حضور ﷺ کی تجلی گاہ ہے، آپ کی راہ گزار کی گرد سے کئی طور پیدا ہوتے ہیں۔

۶۔ حضور ﷺ کے آئینہ نے مجھے وجود بخشا۔ میری صبح آپ کے آفتابِ سینہ کا ہی فیضان ہے۔

۷۔ مسلسل تڑپنا اور پھڑکنا ہی میرے لیے راحت وسکون ہے میری شام قیامت کی صبح سے بھی زیادہ گرم ہے۔

۸۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس ابر بہار ہے اور میں باغ ہوں۔ میری انگور کی بیل میں جو تازگی ہے وہ آپ کے ابر کرم کا ہی تصدق ہے۔

۹۔ میں نے محبت کی کھیتی میں اپنی آنکھ بوئی ہے اور اس طرح دیدار کی فصل کاٹی ہے۔

۱۰۔ مدینہ کی مٹی دونوں جہانوں سے بہتر ہے، وہ شہر کتنا بابرکت ہے جس میں دلبر

رہتا ہے۔

۱۱- میں ملاّ جامی کے انداز کا مارا ہوا ہوں۔ان کی نظم اور نثر میرے دکھوں کا مداوا ہے۔

۱۲- انہوں نے معانی و مطالب سے بھرپور اشعار کہے۔گویا مدح محبوب خدا ﷺ میں موتی پرو دیے ہیں۔

۱۳- حضور رسالت مآب ﷺ دونوں جہانوں کی کتاب کا دیباچہ ہیں۔تمام دنیا والے غلام ہیں اور آپ سب کے آقا ہیں۔

۱۴- شراب عشق سے کیا کیا سرور پیدا ہوتے ہیں۔تقلید اور پیروی بھی عشق کے ناموں میں سے ایک نام ہے(یعنی اتباع محبوب بھی محبت کا ایک مظہر ہے)

۱۵- بسطام کے مرد کامل (حضرت بایزیدؒ) تقلید میں بے مثال تھے۔آپ نے پوری زندگی خربوزہ کھانے سے اجتناب کیا۔(کیونکہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ پھل کس طرح کاٹا اور کس طرح کھایا)

○

۱۔ باطنِ ہر شے ز آئینے قوی
تو چرا غافل ز ایں ساماں روی

۲۔ باز اے آزادِ دستورِ قدیم
زینتِ پا کن ہماں زنجیرِ سیم

۳۔ شکوہ سنجِ سختیٔ آئیں مشو
از حدودِ مصطفیٰ بیروں مرو[9]

ترجمہ: ۱- ہر شے کا باطن کسی نہ کسی آئین کی وجہ سے مستحکم ہوتا ہے، تو کس لیے اس فرمانبرداری کو پس پشت ڈال رہا ہے۔

۲- اے پرانے آئین و دستور سے بے تعلق (مسلمان) تو پھر سے وہ چاندی کی زنجیر اپنے پاؤں میں ڈال لے۔

۳- آئین کی سختی کا شکوہ نہ کر، حضورؐ کے مقرر کردہ آئین و دستور کے دائرہ سے کبھی باہر نہ نکل۔

۹- ن۔م: ص ۴۱

○

۱۔ خیمہ در میدان اِلّا اللّٰہ زدست
در جہاں شاھد علی الناس آمد است

۲۔ شاہدِ حالش نبیِ اِنس و جاں
شاہدے صادق ترینِ شاہداں

۳۔ قال را بگذار و بابِ حال زن
نورِ حق بر ظلمتِ اعمال زن[۱۰]

ترجمہ: ا۔مسلمان ''اِلّا اللّٰہ'' کے میدان میں خیمہ زن ہے۔وہ لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا گواہ بن کے آیا ہے۔

۲۔ اس کے حال کی گواہی دینے والے خود نبی انس و جاں ﷺ ہیں۔ جو سب گواہوں سے کہیں بڑھ کے سچے گواہ ہیں۔

۳۔ (اے مسلمان) بحث مباحثہ چھوڑ اور حال کا دروازہ کھٹکھٹا۔اعمال کی تاریکی پر حق کا نور ڈال دے۔

۱۰۔ ن۔م:۶۲-۶۳

○

۱۔ رمزِ سوز آموز از پروانۂ
در شرر تعمیر کن کاشانۂ

۲۔ طرحِ عشق انداز اندر جانِ خویش
تازہ کن با مصطفیٰ پیمانِ خویش[11]

ترجمہ:۱- تجھے چاہیے کہ پروانے سے جلنے کا راز سیکھ لے اور چنگاریوں میں محل تعمیر کر لے۔

۲- اپنی جان کے اندر عشق رسالت مآب ﷺ کا انداز پیدا کر، اور مصطفیٰ کریم ﷺ سے پھر اپنے عہد و پیمان کی تجدید کر۔

۱۱- ن-م:ص۶۲-۶۳

۱۔ فرد را ربطِ جماعت رحمت است
جوہرِ او را کمال از ملت است

۲۔ تاتوانی باجماعت یار باش
رونقِ ہنگامۂ احرار باش

۳۔ حرزِ جاں کن گفتۂ خیر البشر
ہست شیطاں از جماعت دُور تر[۱۲]

ترجمہ:۱-انسان کے لیے جماعت سے ربط پیدا کرنا سراپا رحمت ہے،اس کے جوہر کوملت کے ساتھ وابستہ ہونے سے ہی کمال ملتا ہے۔

۲- تو حتی الوسع جماعت سے وابستہ رہ۔اس طرح تو آزادلوگوں کے ہنگامے کے لیے باعث رونق بن جا۔

۳- رسول کریم ﷺ کے اس فرمان کو سرمایہ حیات بنالے کہ شیطان ہمیشہ جماعت سے دور رہتا ہے۔

۱۲- ن-م:ص ۸۵

○

۱۔ زانکه از همت نباشد استوار
می شود خوشنود با ناسازگار

۲۔ هر که رمزِ مصطفیٰ فهمیده است
شرک را در خوف مضمر دیده است[۱۳]

ترجمہ:۱۔جس شخص کا دل ہمت سے مستحکم نہیں ہوتا۔وہ ناموافق چیزوں کو بھی خوشی خوشی قبول کر لیتا ہے۔

۲۔ جس شخص نے مصطفیٰ کریم ﷺ کے بھید کو سمجھ لیا ہے، وہ یقیناً شرک کو خوف میں چھپا ہوا پائے گا۔

۱۳۔ ن۔م:ص۹۶

○

۱۔ حق تعالیٰ پیکرِ ما آفرید
وز رسالت در تنِ ما جاں دمید

۲۔ حرفِ بے صوت اندر ایں عالم بدیم
از رسالت مصرعِ موزوں شدیم

۳۔ از رسالت در جہاں تکوینِ ما
از رسالت دینِ ما آئینِ ما

۴۔ از رسالت صد ہزارِ ما یک است
جزوِ ما از جزوِ ما لا ینفک است

۵۔ آنکہ شان اوست یَھْدِی مَنْ یُّرِیْد
از رسالت حلقہ گردِ ما کشید

۶۔ حلقۂ ملّت محیط افزا ستے
مرکزِ او وادیِ بطحا ستے

۷۔ ما ز حکم نسبتِ او مِلّتیم
اہلِ عالم را پیامِ رحمتیم

۸۔ از میانِ بحرِ او خیزیم ما
مثلِ موج از ہم نمیریزیم ما[۱۴]

ترجمہ: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری ملت کا جسم پیدا کیا اور اس میں رسالت کے ذریعہ سے روح پھونکی۔

۲۔ ہم اس دنیا میں ایسے الفاظ ہیں جن کی کوئی آواز نہ تھی۔ اور رسالت کی وجہ سے ہم نے ایک موزوں مصرع کی شکل اختیار کر لی۔

۳۔ اس دنیا میں ہمارا وجود رسالت کی وجہ سے ہی ہے۔ رسالت کی وجہ سے ہی ہمیں دین بھی ملا اور آئین بھی۔

۴۔ رسالت کی برکت سے ہی ہم لاکھوں ہونے کے باوجود ایک ہیں۔ ہمارا ایک جزو دوسرے کے لیے جزو لاینفک ہے۔

۵۔ وہ ذات الٰہی جس کی شان یہ ہے کہ وہ جسے چاہتی ہے ہدایت دیتی ہے اس نے ہمارے ارد گرد رسالت کا دائرہ کھینچ دیا ہے۔

۶۔ وہ ایسا حلقہ ہے جس کا محیط ہر لحظہ بڑھتا جا رہا ہے اور اس کا مرکز وادی بطحا ہے۔

۷۔ ہم رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ نسبت کی بنا پر ایک ملت بن گئے ہیں اور اہل عالم کے لیے ایک پیغام رحمت بن گئے ہیں۔

۸۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے سمندر سے موج کی طرح اٹھتے ہیں لیکن موج کی طرح بکھر کر نابود نہیں ہوتے۔

۱۴۔ ن۔م: ص ۱۰۱

۱۔ اُمّتش در حرزِ دیوارِ حرم
نعرہ زن مانندِ شیراں در اجم

۲۔ معنیٔ حرفم کنی تحقیق اگر
بنگری با دیدۂ صدیق اگر

۳۔ قوتِ قلب و جگر گردد نبیؐ
از خدا محبوب تر گردد نبیؐ

۴۔ قلبِ مومن را کتابش قوت است
حکمتش حبلُ الوریدِ ملت است

۵۔ دامنش از دست دادن مردن است
چوں گل از بادِ خزاں افسردن است

۶۔ فرد از حق ملت از وے زندہ است
از شعاعِ مہرِ او تابندہ است[۱۵]

۱۵۔ ن-م:ص ۱۰۱

ترجمہ: ۱- رسول اللہ ﷺ کی امت حرم پاک کی پناہ گاہ میں اس طرح نعرے لگا رہی ہے جیسے شیر جنگل میں دھاڑتے ہیں۔

۲- اگر تو میری بات کی اچھی طرح تحقیق کرے گا۔ اور اسے سمجھنے کے لیے صدیق اکبرؓ کی نگاہ پیدا کرے گا۔

۳- تو رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات انسان کے لیے قلب وجگر کی قوت بن جاتی ہے اور آپ ﷺ انسان کو اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ محبوب ہو جاتے ہیں۔

۴- رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب مومن کے دل کی قوت ہے اور آپ کی حکمت ملت کی زندگی کے لیے شہ رگ کی حیثیت رکھتی ہے۔

۵- رسول اللہ ﷺ کا دامن اپنے ہاتھ سے دینا موت قبول کرنا ہے جیسے پھول باد خزاں سے مردہ ہو جاتا ہے۔

۶- افراد حکم الٰہی کی تعمیل سے زندہ رہتے ہیں اور قوم کی زندگی رسول کریم ﷺ سے ہے۔ قوم آفتابِ نبوت کی کرنوں سے آب وتاب حاصل کرتی ہے۔

○

۱۔ زندگی قوم از دمِ او یافت است
این سحر از آفتابش تافت است

۲۔ از رسالت ہم نوا گشتیم ما
ہم نفس، ہم مدعا گشتیم ما

۳۔ کثرتِ ہم مدعا وحدت شود
پختہ چوں وحدت شود، ملت شود

۴۔ زندہ ہر کثرت ز بندِ وحدت است
وحدتِ مسلم ز دینِ فطرت است

۵۔ دینِ فطرت از نبی آموختیم
در رہِ حق مشعلے افروختیم

۶۔ این گہر از بحرِ بے پایانِ اوست
ما کہ یکجانیم از احسانِ اوست

۷۔ تا نہ این وحدت زدستِ ما رود
ہستی ما با ابد ہمدم شود[۱۶]

ترجمہ: ۱- قوم نے صرف رسول اللہ ﷺ کے دم سے زندگی پائی۔ یہ سحرا سی آفتاب کی روشنی سے منور ہوئی۔

۲- ہم رسالت سے ہمنوا اور ہم آہنگ ہو گئے۔ رسالت کی برکت سے ہم ایک دوسرے کے ساتھی اور ہمدرد بنے۔

۳- اسی کی برکت سے ہمارا مدعا ایک ہو گیا۔ جب وحدت پختہ ہو جائے تو ملت بن جاتی ہے۔

۴- ہر کثرت صرف وحدت کے بندھن کی بنا پر زندہ ہے۔ مسلمانوں کی وحدت صرف دینِ فطرت کے سبب ہے۔

۵- ہم نے رسول کریم ﷺ سے دینِ فطرت سیکھا اور راہِ حق میں مشعل روشن کر کے کھڑے ہو گئے۔

۶- یہ رازِ وحدت ایک موتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بے پایاں سمندر سے نکلا۔ ہم آپ کے احسان سے ہی یک جان ہیں۔

۷- جب تک یہ وحدت ہمارے ہاتھ سے نہ جائے تو ہماری ہستی رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔

۱۶- ن-م: ص ۱۰۱-۱۰۲

○

۱۔ پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسولِؐ ما رسالت ختم کرد

۲۔ رونق از ما محفلِ ایام را
او رُسل را ختم و ما اقوام را

۳۔ خدمتِ ساقی گری با ما گذاشت
داد ما را آخریں جامے کہ داشت

۴۔ لا نَبِیَّ بَعْدِیْ ز احسانِ خدا است
پردۂ ناموس دینِ مصطفیٰؐ است

۵۔ قوم را سرمایۂ قوت ازو
حفظِ سرِّ وحدتِ ملت ازو

۶۔ حق تعالیٰ نقشِ ہر دعویٰ شکست
تا ابد اسلام را شیرازہ بست

۷۔ دل ز غیر اللہ مسلماں بر کند
نعرۂ لَا قَوْمَ بَعْدِیْ می زند[۱۷]

ترجمہ: ۱- پس اللہ تعالیٰ نے ہم پر شریعت ختم کر دی اور ہمارے رسول ﷺ پر رسالت ختم کر دی۔

۲- اب زمانے کی مجلس میں رونق ہمارے ہی دم سے ہے۔ ہمارے رسول ﷺ رسولوں کے خاتم ہیں اور ہم قوموں کے خاتم ہیں۔

۳- اللہ تعالیٰ نے ساقی کا منصب ہمیں سونپ دیا، وہ آخری جام جو اللہ تعالیٰ دنیا کو عطا کرنا چاہتا تھا اس نے وہ ہمیں عطا کر دیا۔

۴- حضور ﷺ کا یہ فرمان لَا نَبِیَّ بَعْدِی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ اور یہ دین مصطفیٰ ﷺ کی ناموس کا پردہ ہے۔

۵- قوم کو قوت وطاقت کی دولت ذات رسالت مآب ﷺ سے ہی ملتی ہے اور ملت کی وحدت کا راز بھی اسی ذات اقدس کی بدولت محفوظ ہے۔

۶- اللہ تعالیٰ نے ہر دعویٰ کا نقش مٹا دیا اور اسلام کا شیرازہ تا ابد محفوظ کر دیا۔

۷- مسلمان جب دل سے غیر اللہ کا تعلق توڑ لیتا ہے تو وہ یہ نعرہ لگاتا ہے کہ میرے بعد کوئی قوم نہیں۔

۱۷- ن-م:۱۰۲

○

۱۔ یافت مورے بر سلیمانے ظفر
سطوتِ آئینِ پیغمبرؐ نگر

۲۔ پیشِ قرآں بندہ و مولا یکے است
بوریا و مسندِ دیبا یکے است[۱۸]

ترجمہ: ۱۔ پیغمبر آخریں ﷺ کے لائے ہوئے آئین کا شکوہ دیکھو کہ ایک کمزور چیونٹی نے سلیمان (بادشاہ وقت) پر فتح پائی۔

۲۔ قرآن کے سامنے آقا و غلام برابر ہیں۔ بوریا نشیں درویش اور اطلس کی گدی کو زینت دینے والے بادشاہ میں کوئی فرق نہیں۔

○

۱۔ خستہ باشی استوارت می کند
پختہ مثلِ کوہسارت می کند

۲۔ ہست دینِ مصطفیؐ دین حیات
شرعِ او تفسیرِ آئینِ حیات

۱۸۔ ن۔م: ص ۱۰۸

۳۔ گر زمینی ، آسماں سازد ترا
آنچہ حق می خواہد آں سازد ترا

۴۔ صیقلش آئینہ سازد سنگ را
از دلِ آہن رباید زنگ را

۵۔ تا شعارِ مصطفیٰ ﷺ از دست رفت
قوم را رمزِ بقا از دست رفت[19]

ترجمہ: ۱۔ اگر تو دلگیر ہے تو (دین مصطفیٰ ﷺ) تجھے مضبوط دل والا بنا دے گا اور تجھے پہاڑ کی طرح مضبوط اور مستحکم کر دے گا۔

۲۔ حضور اکرم ﷺ کا لایا ہوا دین، دین حیات ہے اور آپ کی لائی ہوئی شریعت آئینِ زندگی ہے۔

۳۔ اگر تو زمین کی طرح پست ہے تو یہ دین تجھے آسمان کی طرح بلند کر دے گا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تجھے بنانا چاہتا ہے وہی بنا دے گا۔

۴۔ دین مصطفیٰ ﷺ کی صیقل سے پتھر آئینہ بن جاتا ہے اور لوہے کا زنگ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

۵۔ جب سے قوم کے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کا دامن چھوٹا ہے، قوم کے ہاتھوں سے بقا کی رمز نکل گئی ہے۔

۱۹۔ ن۔م: ص ۱۲۸۔

○

۱۔ غنچہ از شاخسارِ مصطفیٰ ؐ
گل شود از بادِ بہارِ مصطفیٰ ؐ

۲۔ از بہارش رنگ و بو باید گرفت
بہرۂ از خُلقِ او باید گرفت

۳۔ مرشدِ رومی چہ خوش فرمودہ است
آنکہ یم در قطرہ اش آسودہ است

۴۔ ''مگسل از ختم الرسلؐ ایامِ خویش
تکیہ کم کن بر فن و بر گامِ خویش''

۵۔ فطرتِ مسلم سراپا شفقت است
در جہاں دست و زبانش رحمت است

۶۔ آنکہ مہتاب از سرانگشتش دونیم
رحمتِ او عام و اخلاقش عظیم

۷۔ از مقامِ او اگر دور ایستی
از میانِ معشرِ ما نیستی [۲۰]

ترجمہ: ۱-تو رسول کریم ﷺ کی شاخ کا غنچہ ہے، آپ کی ہی نسیمِ بہار سے شگفتہ ہوکر پھول بن جا۔

۲- تجھے رسول کریم ﷺ کی نسیم بہار سے ہی رنگ و بو حاصل کرنا چاہیے اور آپ کے ہی خلق عظیم سے حصّہ لینا چاہیے۔

۳- پیر رومیؒ نے کیا خوبصورت بات فرمائی ہے، وہی پیر روم جن کے ہر قطرہ میں حقائق و معارف کے سمندر موجزن ہیں۔

۴- (وہ فرماتے ہیں) اپنی زندگی کا رشتہ رسول اللہ ﷺ سے مت توڑ۔ اپنے علم و فن اور روش پہ کبھی بھروسہ نہ کر۔

۵- مسلمان کی تو فطرت ہی سرتاپا شفقت ہے۔ اس دنیا میں اس کا ہاتھ اور اس کی زبان رحمت ہے۔

۶- وہ ذات اقدس ﷺ جن کی انگلی کے اشارہ سے چاند شق ہوگیا۔ جن کی رحمت عام اور جن کا خلق عظیم ہے۔

۷- اگر تو آپ ﷺ کے مقام سے دور رہا تو پھر تو ہمارے گروہ میں سے نہیں ہوگا۔

۲۰- ن-م: ص ۱۳۱-۱۳۲

○

۱۔ امیّے پاک از ھوٰی گفتارِ او
شرحِ رمزِ مَا غوٰی گفتارِ او

۲۔ تا بدست آورد نبضِ کائنات
وا نمود اسرارِ تقویمِ حیات

۳۔ از قبائے لالہ ہائے ایں چمن
پاک شست آلودگیہائے کہن

۴۔ در جہاں وابستۂ دینش حیات
نیست ممکن جز بآئینش حیات

۵۔ جلوہ در تاریکئ ایام کن
آنچہ بر تو کامل آمد عام کن

۶۔ لرزم از شرم تو چوں روزِ شمار
پرسدت آں آبروئے روزگار

۷۔ حرفِ حق از حضرتِ ما بردهٔ
پس چرا با دیگراں نسپردهٔ[۲۱]

ترجمہ: ۱- وہ نبیِ اُمّی ﷺ جن کی گفتگو خواہش سے پاک تھی جن کے ارشادات ماغویٰ کی تفسیر تھے۔ یعنی ان میں بے راہی کی کوئی بات نہ تھی۔

۲- اس ذات اقدس ﷺ نے جب کائنات کی نبض اپنے ہاتھ میں لی، تو زندگی کے تمام راز بے نقاب کر دیے۔

۳- اس چمن کے لالوں کی قبا پر جتنی آلودگیاں چھائی ہوئی تھیں ان سب کو دھو کر صاف کر دیا۔

۴- اس جہاں میں زندگی صرف آپ ﷺ کے دین سے وابستہ ہے اور آپ کے آئین کے بغیر جینا ممکن ہی نہیں۔

۵- (اے مسلمان!) اٹھ، اور اجالے کا سروسامان کر۔ جو دین تجھ پر مکمل ہوا ہے اسے عام کر دے۔

۶- میں تو شرم کے مارے کانپ جاتا ہوں جب روزِ قیامت وہ پاک ذات ﷺ جو اس کائنات کی آبرو ہیں تجھ سے پوچھے گی۔

۷- (اے ملت اسلامیہ!) تجھے ہماری بارگاہ سے ایک پیغام دیا گیا تھا۔ تو تو نے اسے دوسروں تک کیوں نہ پہنچایا؟

۲۱- ن-م: ص ۱۴۰

○

۱۔ گفت مالک مصطفیٰؐ را چاکرم
نیست جز سودائے او اندر سرم

۲۔ من کہ باشم بستۂ فتراکِ او
برنخیزم از حریمِ پاکِ او

۳۔ زندہ از تقبیلِ خاک یثربم
خوشتر از روزِ عراق آمد شبم

۴۔ عشق می گوید کہ فرمانم پذیر
پادشاہاں را بخدمت ہم مگیر

۵۔ تو ہمی خواہی مرا آقا شوی
بندۂ آزاد را مولا شوی

۶۔ آں نگاہش سِرِّ مَا زَاغَ الْبَصَر
سوئے قومِ خویش باز آید اگر

۷۔ می شناسد شمعِ او پروانہ را
نیک داند خویش وہم بیگانہ را

۸۔ لَسْتَ مِنِّی گویدت مولائے ما
وائے ما، اے وائے ما، اے وائے ما

۹۔ از پیام مصطفیٰ آگاہ شو
فارغ از ارباب دون اللہ شو[۲۲]

جب خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالکؒ سے کہا کہ مدینہ منورہ چھوڑ کر بغداد آ جائیں اور ہمیں حدیث پاک پڑھائیں۔ بغداد میں زندگی کی رونقیں بے مثال ہیں۔

ترجمہ: ا۔امام مالکؒ نے جواب دیا کہ میں رسول کریم ﷺ کا نوکر ہوں۔ میرے سر میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے سوا اور کسی کا سودا نہیں۔

۲۔ میں حضور اکرم ﷺ کے فتراک کا ہی قیدی ہوں۔ میں اس پاک حرم سے کہیں اور نہیں جا سکتا۔

۳۔ خاک مدینہ کو چومنے میں ہی میری زندگی ہے اور میری راتیں عراق کے دنوں سے بہت زیادہ خوشگوار ہیں۔

۴۔ عشق (سرکار مدینہ ﷺ) مجھے کہتا ہے کہ میرا حکم مان اور شاہانِ جہاں کو خدمت گاری کے لیے بھی قبول نہ کر۔

۵۔ تم جاہتے ہو کہ میرے آقا بن جاؤ اور ایک آزاد انسان کے مولا کہلاؤ۔

۶۔ وہ ذات اقدس جن کی نگاہ مازاغ البصر کا راز ہے یعنی وہ آنکھ جو دیدار الٰہی کے وقت بھی نہ چندھیائی۔ کاش وہ اپنی قوم پر دوبارہ پڑ جائے۔

۷۔ وہ جس کی شمع اپنے پروانوں کو پہچانتی ہے، جانتے ہو وہ تم جیسے پروانوں کو کیا کہے گی۔

۸۔ اگر میرے آقا و مولا ﷺ نے یہ فرما دیا کہ تیرا مجھ سے کوئی تعلق نہیں یہ سن کر ہم اس کے سوا کیا کہیں گے ہم پر افسوس، ہم پر افسوس، ہم پر افسوس۔

۹۔ حضور اکرم ﷺ کے پیام سے کبھی غافل نہ ہو اور اللہ کے سوا جو محبوب ہیں ان سے یکسو ہو جا۔

۲۲۔ ن۔م: ص ۱۵۹۔۱۶۰

○

۱۔ نیست از روم و عرب پیوندِ ما
نیست پابندِ نسب پیوندِ ما

۲۔ دل به محبوبِ حجازی بسته ایم
زیں جهت بایک دگر پیوسته ایم

۳۔ رشتۂ ما یک تولّائش بس است
چشم ما را کیف صهبائش بس است

۴۔ مستئ او تا بخونِ ما دوید
کهنه را آتش زد و نو آفرید

۵۔ عشقِ او سرمایۂ جمعیت است
همچو خون اندر عروقِ ملت است

۶۔ عشق در جان و نسب در پیکر است
رشتۂ عشق از نسب محکم تر است

۷۔ عشق ورزی ، از نسب باید گذشت
هم ز ایران و عرب باید گذشت

۸۔ امتِ او مثلِ او نورِ حق است
هستیٔ ما از وجودش مشتق است[۲۳]

ترجمہ: ۱- ہمارا رشتہ روم وعرب پر موقوف نہیں اور نہ ہی ہمارا رشتہ کسی نسب پر منحصر ہے۔ یعنی ہمارے نزدیک نہ جغرافیائی حدود کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ہی نسب و خون کی۔

۲- ہم نے محبوبِ حجازی ﷺ سے محبت کی ہے۔ اسی وجہ سے ایک دوسرے سے ہمارا رشتہ استوار ہوا ہے۔

۳- یہی محبت ہمارے نزدیک ایسا تعلق ہے کہ اس سے زیادہ کسی تعلق کی ضرورت نہیں اور ہماری آنکھوں کے لیے حضور ﷺ کی شراب کا نشہ کافی ہے۔

۴- جب اس خون کی مستی ہمارے خون میں دوڑی تو جتنے پرانے رشتے اور تعلقات تھے اس نے سب جلا دیے اور ایک نیا رشتہ پیدا کر دیا۔

۵- حضور اکرم ﷺ کا عشق ہی سرمایہ اتحاد و یگانگت ہے۔ یہ ملت کی رگوں میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے۔

۶- عشق جان میں اتر جاتا ہے اور نسب صرف جسم تک محدود رہتا ہے، اس لیے عشق کا رشتہ نسب سے زیادہ مضبوط ہے۔

۷- اگر تو نے حضور اکرم ﷺ سے محبت کی ہے تو نسب سے بے تعلق ہو جا۔ بلکہ ایران و عرب سے بھی رشتہ توڑ لے۔

۸- آپ ﷺ کی امت بھی آپ کی طرح اللہ تعالیٰ کا نور ہے، ہماری ہستی آپ کے وجود مسعود سے ہی مشتق ہے۔ یعنی ہم آپ ﷺ کا ہی فیضان ہیں۔

۲۳- ن-م:ص ۱۶۳

عرض حال مصنف بحضور رحمۃ اللعالمین ﷺ

۱۔ اے ظہورِ تو شبابِ زندگی
جلوہ ات تعبیر خوابِ زندگی

۲۔ اے زمیں از بارگاہت ارجمند
آسماں از بوسۂ بامت بلند

۳۔ شش جہت روشن ز تابِ روئے تو
ترک و تاجیک و عرب ہندوئے تو

۴۔ از تو بالا پایۂ ایں کائنات
فقر تو سرمایۂ ایں کائنات

۵۔ در جہاں شمعِ حیات افروختی
بندگاں را خواجگی آموختی

۶۔ بے تو از نابود مندیہا خجل
پیکرانِ ایں سرائے آب و گل

۷۔ تادمِ تو آتشے از گِل کشود
تودہ ہائے خاک را آدم نمود

۸۔ ذرہ دامنگیرِ مہر و ماہ شد
یعنی از نیروے خویش آگاہ شد

۹۔ تامرا افتاد بر رویت نظر
از اَب و اُم گشتۂ محبوب تر

۱۰۔ عشق در من آتشے افروخت است
فرصتش بادا کہ جانم سوخت است[۲۴]

ترجمہ: ۱۔ (یارسول اللہ ﷺ!) آپ کا تشریف لانا زندگی کا عہد شباب ہے اور آپ کا جلوہ خواب زندگی کی تعبیر ہے۔ یعنی آپ ہی مقصود کائنات ہیں۔

۲۔ (یارسول اللہ ﷺ!) زمیں آپ کی بارگاہ نازنیں سے مشرف ہو کر بلند درجہ پا گئی اور آسماں آپ کے لب بام کو چومنے کی وجہ سے سر بلند ہوا۔

۳۔ (میرے آقا ﷺ!) پورا جہاں آپ کے روئے مبارک کی چمک دمک سے روشن ہے، ترک ہوں، تاجک ہوں، عرب ہو یا اہلِ ہند ہوں سب آپ کے ہی غلام ہیں۔

۲۴۔ ن۔م: ص ۱۶۶

۴- (میرے حضور ﷺ!) اس کائنات کا رتبہ صرف آپ کی بدولت بلند ہوا۔آپ کا فقر ہی اس کائنات کا سرمایہ ہے۔

۵- (میرے مولا ﷺ!) دنیا میں زندگی کا چراغ آپ نے ہی روشن کیا اور غلاموں کو آقائی کے سلیقے سکھائے۔

۶- اس جہانِ آب و گل میں جتنے بھی وجود تھے، وہ آپ کے بغیر اپنی بے مائیگی اور بے حقیقی پر شرمسار تھے۔

۷- اس کے نفس گرم نے مٹی سے آگ پیدا کی اور خاک کے تودوں کو انسان بنا دیا۔

۸- (یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نظر کرم کے صدقے) ذروں کو مہر و ماہ کی تابانیاں مل گئیں۔یعنی وہ اپنی خداداد قوتوں سے آگاہ ہو گئے۔

۹- (یا حبیب اللہ ﷺ!) جب سے میری نظر آپ کے روئے تاباں پر پڑی ہے آپ مجھے اپنے ماں باپ سے بھی بڑھ کر محبوب ہو گئے ہیں۔

۱۰- (یارسول اللہ ﷺ! آپ کے) عشق نے میرے اندر آگ بھڑکا دی ہے، اب یہ فارغ ہوا کہ میری جان جل چکی۔

○

۱۔ نالۂ مانندِ نَے سامانِ من
آں چراغِ خانۂ ویرانِ من

۲۔ از غمِ پنہاں نگفتن مشکل است
بادہ در مینا نہفتن مشکل است

۳۔ مسلم از سِرِّ نبیؐ بیگانہ شد
باز ایں بیت الحرم بت خانہ شد

۴۔ از منات و لات و عُزّیٰ و ہبل
ہر یکے دارد بتے اندر بغل

۵۔ شیخِ ما از برہمن کافر تر است
زانکہ او را سومنات اندر سر است

۶۔ رختِ ہستی از عرب بر چیدۂ
در خُمستانِ عجم خوابیدۂ

۷۔ شل ز برفابِ عجم اعضائے او
سرد تر از اشک او صہبائے او

۸۔ ہمچو کافر از اجل ترسندۂ
سینہ اش فارغ زقلب زندۂ

۹۔ نعشش از پیشِ طبیباں بردہ ام
در حضورِ مصطفیؐ آوردہ ام

۱۰۔ مردہ بود از آبِ حیواں گفتمش
سرِّ از اسرارِ قرآں گفتمش[۲۵]

ترجمہ: ۱۔ اب ایک آہ ہی میرا سامان زندگی ہے۔ یہی میرے اجڑے ہوئے گھر کا چراغ ہے۔

۲۔ (میرے کریم ﷺ!) جو غم میرے رگ و ریشہ میں سمایا ہوا ہے اسے بیان نہ کرنا بہت مشکل ہے۔ شراب کا صراحی میں چھپنا بہت دشوار ہے۔

۳۔ مسلمان نبی کریم ﷺ کے راز سے پھر بیگانہ ہو گیا۔ یہ بیت الحرم پھر بت خانہ بن گیا۔

۴۔ منات، لات، عزّیٰ اور ہبل (بہت سے بت ہیں) ہر شخص ان میں سے کسی نہ کسی کو اپنی بغل میں دبائے پھر رہا ہے۔

۵۔ ہمارے مذہبی رہنما کفر میں برہمن سے بھی آگے نکل گئے ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے دماغ میں سومنات سجا رکھا ہے۔

۶۔ انہوں نے عرب سے ساز و سامان اٹھالیا اور عجم کے شراب خانے میں جا کر سو گئے۔

۷۔ ان کے اعضاء عجم کے برف آمیز پانی سے مفلوج ہو گئے ہیں۔ ان کی شراب ان کے آنسوؤں سے زیادہ سرد ہو گئی ہے۔

۸۔ وہ کافروں کی طرح موت سے ڈرتے ہیں اور ان کا سینہ دِل زِندہ سے محروم ہو گیا ہے۔

۹۔ میں نے ان کی لاشوں کو طبیبوں کے سامنے سے اٹھایا اور حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں لے آیا۔

۱۰۔ یہ مردہ تھے میں نے انہیں آب حیات کی باتیں سنائیں اور انہیں قرآن کے رازوں میں سے ایک راز بتایا۔ یعنی محبت رسول اللہ ﷺ قلب مردہ کے لیے آب حیات اور قرآن کے رازوں میں ایک بہت بڑا راز ہے۔

۲۵۔ ن۔م: ص ۱۶۷

○

۱۔ داستانے گفتم از یارانِ نجد
نکہتے آوردم از بستانِ نجد

۲۔ محفل از شمعِ نوا افروختم
قوم را رمزِ حیات آموختم

۳۔ گفت برما بندد افسونِ فرنگ
ہست غوغایش زقانونِ فرنگ

۴۔ اے بصیری را ردا بخشندۂ
بربطِ سلما مرا بخشندۂ

۵۔ ذوقِ حق دِہ ایں خطا اندیش را
ایں کہ نشناسد متاعِ خویش را

۶۔ گر دلم آئینۂ بے جوہر است
در بحرفم غیرِ قرآں مضمر است

۷۔ اے فروغت صبحِ اعصار و دہور
چشمِ تو بینندۂ مَا فِی الصُّدُوْر

۸۔ پردۂ ناموسِ فکرم چاک کن
این خیاباں را ز خارم پاک کن

۹۔ تنگ کن رختِ حیات اندر برم
اہل ملت را نگہدار از شرم

۱۰۔ سبز کشتِ نابسامانم مکن
بہرہ گیر از ابرِ نیسانم مکن[۲۶]

ترجمہ: ۱- میں نے انہیں نجد کے دوستوں کی داستانیں سنائیں اور نجد ہی کے باغ سے ان کے لیے خوشبو لایا۔

۲- میں نے اپنے نغموں کی شمع روشن کر کے محفل کو جگمگا دیا۔ میں نے قوم پر زندگی کا راز آشکارا کر دیا۔

۳- انہوں نے سنتے ہی کہا یہ شخص ہم پر فرنگیوں کا منتر پھونک رہا ہے۔ جن ترانوں کا شور اس نے برپا کر رکھا ہے وہ تو فرنگیوں کے ساز سے اُٹھ رہے ہیں۔

۴- اے بوصیریؒ کو ردا بخشنے والی ذات کریم ﷺ! اور اے وہ ذات اقدس! جس نے مجھے سلمٰی کا ساز عطا کیا۔

۵- ان غلط اندیشوں کو ذوق حق عطا فرما دیجئے۔ جو کہ اپنی متاع کو بھی نہیں پہچانتے۔

۶- اگر میرے دل کا آئینہ جوہروں سے خالی ہے۔ اگر میرے کلام میں قرآن مجید کے سوا کچھ بھی چھپا ہوا ہے۔

۲۶- ن-م: ص ۱۶۸

۷- تو (یا رسول اللہ ﷺ!) آپ کی روشنی تمام زمانوں کے لیے سامان صبح ہے اور آپ کی چشم مبارک سینوں میں چھپی سب چیزوں کو دیکھ رہی ہے۔

۸- آپ میری فکر کی عزت وحرمت کا پردہ چاک کر دیجئے اور میرے کانٹے سے پھولوں کی یہ کیاری پاک کر دیجئے۔

۹- زندگی کا لباس میرے جسم پر تنگ کر دیجئے اور ملت کو میرے شر سے محفوظ فرما دیجئے۔

۱۰- میرے بے سروسامان کھیت کو سبز نہ ہونے دیجئے اور اسے اپنے ابر بہار سے فیض یاب نہ فرمائیے۔

○

۱۔ خشک گرداں بادہ در انگورِ من
زہر ریز اندر مئے کافورِ من

۲۔ روزِ محشر خوار و رسوا کن مرا
بے نصیب از بوسۂ پا کن مرا

۳۔ گر دُرِ اِسرارِ قرآن سفتہ ام
با مسلماناں اگر حق گفتہ ام

۴۔ اے کہ از احسانِ تو ناکس کس است
یک دعایت مزد گفتارم بس است

۵۔ عرض کن پیشِ خدائے عزوجل
عشقِ من گردد ہم آغوشِ عمل

۶۔ دولتِ جانِ حزیں بخشندۂ
بہرۂ از علمِ دیں بخشندۂ

۷۔ در عمل پایندہ تر گرداں مرا
آبِ نیسانم گہر گرداں مرا

۸۔ رختِ جاں تا درجہاں آوردہ ام
آرزوئے دیگرے پروردہ ام

۹۔ ہمچو دل در سینہ ام آسودہ است
محرم از صبحِ حیاتم بودہ است

۱۰۔ از پدر تا نامِ تو آموختم
آتشِ ایں آرزو افروختم[۲۷]

۲۷۔ ن۔م: ص۱۶۸

ترجمہ:۱۔(یارسول اللہ ﷺ!اگر میں فکرقرآن کے علاوہ کچھ بھی کہوں تو) میرے انگور کی رگوں میں شراب خشک کردیجئے اور میری کافوری شراب میں زہر ڈال دیجئے۔

۲۔ مجھے ذلیل ورسوا کردیجئے اور مجھے اپنے پاؤں مبارک کے بوسہ سے محروم کردیجئے۔

۳۔ اور میں نے صرف قرآنی اسرار ورموز کے موتی پروئے ہیں اور مسلمانوں سے سچی باتیں کہی ہیں۔

۴۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کا احسان ہر بے حیثیت کو صاحبِ حیثیت بنا دیتا ہے، میں نے جو کچھ کہا اس کے بدلہ میں صرف آپ کی دعا کافی ہے۔

۵۔ میرے آقا ﷺ! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں عرض کیجئے کہ میرا عشق عمل سے ہمکنار ہو۔

۶۔ مجھے غمگین جان کی دولت بخشی گئی ہے اور مجھے علم دین سے بھی حصہ ملا ہے۔

۷۔ آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کیجئے کہ مجھے عمل میں زیادہ استواری نصیب ہو، میں ابر بہار کے پانی کا ایک قطرہ ہوں مجھے گوہر بنا دیا جائے۔

۸۔ میں جب سے اس دنیا میں آیا ہوں ایک اور آرزو میرے دل میں پرورش پا رہی ہے۔

۹۔ وہ میرے دل کی طرح میرے سینے میں مطمئن بیٹھی ہے اور صبح حیات سے محروم ہے۔

۱۰۔ یارسول اللہ ﷺ! جب سے میں نے والد سے آپ کا اسم مبارک سنا تو ساتھ ہی اس آرزو کی آگ بھی روشن ہوگئی۔

O

۱۔ تا فلک دیرینہ تر سازد مرا
در قمارِ زندگی بازد مرا

۲۔ آرزوئے من جواں تر می شود
ایں کہن صہبا گراں تر می شود

۳۔ ایں تمنا زیرِ خاکم گوہر است
در شبم تابِ ہمیں یک اختر است

۴۔ مدتے با لالہ رویاں ساختم
عشق با مرغولہ مویاں باختم

۵۔ بادہ ہا با ماہ سیمایاں زدم
بر چراغِ عافیت داماں زدم

۶۔ برقہا رقصید گردِ حاصلم
رہزناں بردند کالائے دلم

۷۔ ایں شراب از شیشۂ جانم نہ ریخت
ایں زرِ سارا ز دامانم نہ ریخت

۸۔ عقلِ آزر پیشہ ام زنّار بست
نقشِ او درکشورِ جانم نشست

۹۔ سالہا بودم گرفتارِ شکے
از دماغِ خشک من لا ینفکے

۱۰۔ حرفے از علم الیقین ناخواندۂ
در گماں آبادِ حکمت ماندۂ

۱۱۔ ظلمتم از تابِ حق بیگانہ بود
شامم از نورِ شفق بیگانہ بود

۱۲۔ ایں تمنا در دلم خوابیدہ ماند
در صدف مثل گہر پوشیدہ ماند

۱۳۔ آخر از پیمانۂ چشمم چکید
در ضمیرِ من نواہا آفرید[۲۸]

۲۸۔ ن۔م:ص ۱۶۹

ترجمہ: ا- میری عمر جیسے جیسے بڑھتی گئی اور آسمان زندگی کے جوئے میں مجھ سے کام لیتا رہا۔

۲- میری یہ آرزو اور بھی جوان ہوتی رہی۔ یہ پرانی شراب اور بھی قیمتی ہوتی گئی۔

۳- یہ تمنا میری مٹی کے نیچے گوہر کی طرح ہے اور میری رات کی تاریکی میں صرف اسی ایک ستارے کی روشنی ہے۔

۴- میں بڑی مدت لالہ رویوں سے ملتا جلتا رہا اور گھنگریالے بالوں والوں سے عشق و محبت کرتا رہا۔

۵- میں نے چاند جیسے حسین و جمیل محبوبوں کے ساتھ بادہ نوشی کی اور چراغ عافیت کو گل کرتا رہا۔

۶- میرے خرمن کے گرد بجلیاں منڈلاتی رہیں اور ڈاکو میرے دل کا سامان لوٹ کر لے گئے۔

۷- (اس سب کے باوجود) یہ شراب میری جان کی صراحی سے گر نہ سکی اور یہ خالص سونا میرے دامن سے باہر نہ نکل سکا۔

۸- میری عقلِ بت ساز نے زنّار پہن لیا اور اس کا نقش میرے دل کی سلطنت میں بیٹھ گیا۔

۹- کئی سال میں شک میں گرفتار رہا اور یہ شک میرے دماغ کا جزو لاینفک بن گیا۔

۱۰- میں نے علم الیقین کا ایک حرف بھی نہیں پڑھا تھا اور فلسفے کے گماں آباد میں ہی الجھا رہا۔

۱۱- میری تاریکی نور حق سے ناواقف تھی اور میری شام نور شفق سے بیگانہ تھی۔

۱۲- (ان سب حالات کے باوجود) یا رسول اللہ ﷺ! یہ تمنا میرے دل میں سوئی رہی۔ (یہ میرے دل میں اس طرح رہی) جس طرح صدف کی آغوش میں موتی سویا ہوا ہو۔

۱۳- آخر یہ آرزو میری آنکھ کے پیمانہ سے چھلک پڑی اور اس نے میرے ضمیر میں بہت سے نغمے پیدا کر دیئے۔

ا۔ اے ز یادِ غیر تو جانم تہی
بر لبش آرم اگر فرماں دہی

۲۔ زندگی را از عمل ساماں نبود
پس مرا ایں آرزو شایاں نبود

۳۔ شرم از اظہارِ او آید مرا
شفقتِ تو جرأت افزاید مرا

۴۔ ہست شانِ رحمتت گیتی نواز
آرزو دارم کہ میرم در حجاز

۵۔ مسلمے از ماسوا بیگانۂ
تا کجا زنّاری بتخانۂ

۶۔ حیف چوں او را سر آید روزگار
پیکرش را دَیر گیرد در کنار

۷۔ از درت خیزد اگر اجزائے من
وائے امروزم خوشا فردائے من

۸۔ فرخا شہرے کہ تو بودی در آں
کہ خنک خاکے کہ آسودی در آں

۹۔ ”مسکنِ یار است و شہر شاہِ من
پیش عاشق ایں بود حب الوطن“

۱۰۔ کوکبم را دیدۂ بیدار بخش
مرقدے در سایہ دیوار بخش

۱۱۔ تا بیا ساید دلِ بیتابِ من
بستگی پیدا کند سیمابِ من

۱۲۔ با فلک گویم کہ آرامم نگر
دیدۂ آغازم انجامم نگر[۲۹]

ترجمہ: ۱-اے وہ پاک ذات ﷺ! جن کے سوا کسی کی یاد میرے دل میں سما نہیں سکتی۔ اگر اجازت ہو تو میں وہ آرزو زبان پر لے آؤں؟

۲۹- ن-م: ص ۱۷۰

۲۔ میری زندگی میں عمل کا کوئی سرمایہ نہیں تھا۔ اس لیے میں اپنے آپ کو اس آرزو کے لائق نہیں سمجھتا تھا۔

۳۔ مجھے اس آرزو کے ظاہر کرتے ہوئے شرم آرہی ہے لیکن آپ کی شفقت سے میرا حوصلہ بڑھتا ہے۔

۴۔ آپ کی شانِ رحمت نے ہی دنیا کو نوازشوں سے نوازا۔ میری آرزو یہ ہے کہ مجھے موت حجاز میں آئے۔

۵۔ ایک مسلماں، جو ماسوی اللہ سے بیگانہ ہے کب تک بت خانے میں زنّاری بنا بیٹھا رہے۔

۶۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ جب اس کی زندگی کے دن ختم ہوں تو اس کا وجود بت خانے میں رکھا جائے۔

۷۔ اے رسول امیں ﷺ! اگر روزِ قیامت میری خاک کے ذرے آپ کے دروازے سے اٹھیں تو میرا آج کتنا ہی باعث ندامت کیوں نہ ہو لیکن میرا کل تو انتہائی خوش نصیب ہوگا۔

۸۔ کتنا مبارک ہے وہ شہر کہ جس میں آپ تشریف فرما ہیں۔ کتنی بابرکت ہے وہ خاک یہاں آپ آرام فرما ہیں۔

۹۔ ”یار کا مسکن ہے اور میرے آقا کا شہر ہے۔ اس عاشق کے نزدیک حب وطن سے یہی مراد ہے۔“

۱۰۔ یارسول اللہؐ! میرے ستارے کو روشن آنکھ بخشیے۔ میری مرقد کو اپنی دیوار کا سایہ عنایت فرمائیے۔

۱۱۔ تاکہ میرے بے تاب دل کو قرار نصیب ہو جائے اور میرا پارے کی طرح بے تاب دل سکون پا جائے۔

۱۲۔ میرے لجپال ﷺ! تب میں آسمان سے کہوں کہ دیکھ مجھے کیسا آرام نصیب ہوا۔ تو میرا آغاز دیکھ چکا ہے اب میرا انجام بھی دیکھ۔

پیامِ مشرق

○

۱۔ سیّدِ کل صاحبِ اُمّ الکتاب
پردگیہا برضمیرش بے حجاب

۲۔ گرچہ عینِ ذات را بے پردہ دید
رَبِّ زِدْنِی از زبانِ او چکید[1]

ترجمہ: ۱۔ میرے آقا ﷺ کل کائنات کے سردار اور صاحبِ امّ الکتاب ہیں۔
۲۔ اگرچہ آپ ﷺ نے خاص ذات باری تعالیٰ کو بے پردہ دیکھا لیکن پھر آپ کی زبان سے یہی نکلا کہ میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما۔

○

۱۔ آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

۲۔ در امارت فقر را افزودہ اند
مثلِ سلمانؓ در مدائن بودہ اند

۱۔ پیامِ مشرق: ص ۱۹۔ علامہ محمد اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور۔

۳۔ حکمرانے بود سامانے نداشت
دستِ او جز تیغ و قرآنے نداشت

۴۔ ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست
بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

۵۔ سوزِ صدیقؓ و علیؓ از حق طلب
ذرۂ عشقِ نبیؐ از حق طلب

۶۔ زانکہ ملت را حیات از عشقِ اوست
برگ و سازِ کائنات از عشقِ اوست

۷۔ جلوۂ بے پردۂ او وا نمود
جوہرِ پنہاں کہ بود اندر وجود

۸۔ روح را جز عشقِ او آرام نیست
عشق او روزیست کو راشام نیست

۹۔ خیز و اندر گردش آور جامِ عشق
در قہستان تازہ کن پیغامِ عشق[۲]

۲۔ ن-م:ص۲۰-۲۱

ترجمہ:ا-وہ مسلمان جنہوں نے بادشاہی تو کی لیکن اس شاہی میں بھی فقیری کی۔

۲- انہوں نے بادشاہی میں فقر کو پروان چڑھایا۔ مدائن میں حضرت سلمان فارسیؓ کی طرح رہے۔

۳- اگرچہ وہ بادشاہ وقت تھے لیکن ان کے پاس کوئی ساز وسامان نہ تھا۔ ان کے ہاتھ میں تلوار اور قرآن کے سوا کچھ نہ تھا۔

۴- (شاہی میں فقیری کا یہ شرف انہیں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی دولت نے دیا تھا کیونکہ) جس کا کل سرمایہ نبی کریم ﷺ کا عشق ہے۔ بحر وبر اس کے دامن کے ایک گوشے میں بندھے ہوتے ہیں۔

۵- اللہ تعالیٰ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ کا سوز مانگ اور اللہ تعالیٰ سے عشق نبی ﷺ کا ایک ذرہ طلب کر۔

۶- کیونکہ ملت اسلامیہ کی بقا نبی کریم ﷺ کے عشق سے ہی ہے۔ کائنات کا سارا ساز وسامان آپ ﷺ کی محبت ہی تو ہے۔

۷- حسن مطلق کا بے پردہ جلوہ آپ ﷺ کے ظہور سے ہی ظاہر ہوا۔ وجود کا چھپا ہوا جوہر آپ سے ہی آشکارا ہوا۔

۸- روح کو حضور سرور عالم ﷺ کے عشق کے بغیر تسکین نہیں ملتی۔ آپ کا عشق وہ دن ہے جس کی شام نہیں ہے۔

۹- اٹھ اور حضور اکرم ﷺ کے عشق کے پیالے کو گردش میں لا اور افغانستان میں عشق کا پیغام تازہ کر۔

○

۱۔ اُمّتے بود کہ ما از اثرِ حکمتِ او
واقف از سِرِّ نہانخانۂ تقدیر شدیم

۲۔ اصلِ ما یک شررِ باختہ رنگے بودست
نظرے کرد کہ خورشیدِ جہانگیر شدیم

۳۔ نکتۂ عشق فروشست زدِلِ پیرِ حرم
در جہاں خوار باندازۂ تقصیر شدیم

۴۔ بادِ صحراست کہ بافطرت ما در سازد
از نفسہائے صبا غنچۂ دلگیر شدیم

۵۔ آہ آں غلغلہ کز گنبدِ افلاک گذشت
نالہ گردید چو پابندِ بم و زیر شدیم

۶۔ اے بسا صید کہ بے دام بفتراک زدیم
در بغل تیر و کماں ، کشتۂ نخچیر شدیم!

۷۔ ''ہر کجا راہ دہد اسپ براں تاز کہ ما
بارہا مات دریں عرصہ بتدبیر شدیم''[۳]

ترجمہ: ۱- وہ ایک ذات اُمّی ﷺ تھی کہ ہم اس کی حکمت ودانائی کے فیض سے تقدیر کے نہاں خانہ کے راز سے واقف ہو گئے۔

۲- ہماری اصل ایک بجھی ہوئی چنگاری تھی۔ آپ کی نظر کرم کے صدقے ہم دنیا پر چھایا ہوا سورج بن گئے۔

۳- شریف مکہ نے دل سے عشق کا نکتہ دھوڈالا۔ ہم دنیا میں گناہوں کے برابر ذلیل وخوار ہو گئے۔

۴- صحرا کی ہوا ہے جو ہماری فطرت کو راس آتی ہے۔ صبا کے جھونکوں سے ہم پژمردہ کلی بن گئے۔

۵- آہ! وہ ہاؤ وہو افلاک سے بھی اوپر چلی جاتی تھی۔ جب ہم اتار چڑھاؤ کا شکار ہوئے تو وہ ایک نالہ وفریاد بن کر ہی رہ گئی۔

۶- وہ کتنے ہی شکار تھے جنہیں ہم نے بغیر جال کے شکار کیا تھا، اب بغل میں تیرو کماں ڈالے ہم اپنے ہی پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔

۷- جدھر راستہ ملا گھوڑا ادھر ہی دوڑ پڑا۔ تدبیر کے ہاتھوں ہم بارہا اس میدان میں بھٹکے ہیں، (یعنی عشق رسالت مآب ﷺ سے محرومی ہماری تباہی کا سبب بنی)

۳- ن- م: ص ۱۳۸

۱۔ غزل بزمزمہ خواں پردہ پست تر گرداں
ہنوز نالۂ مُرغاں نوائے زیرِ لبی است

۲۔ متاعِ قافلۂ ما حجازیاں بردند
ولے زباں نہ کشائی کہ یارِ ما عربی است

۳۔ نہالِ ترک زبرقِ فرنگ بار آورد
ظہورِ مصطفوی را بہانہ بولہبی است

۴۔ مسنج معنیٔ من در عیارِ ہند و عجم
کہ اصلِ ایں گہراز گریہ ہائے نیم شبی است

۵۔ بیا کہ من ز خُمِ پیرِ روم آوردم
مئے سخن کہ جواں تر زبادہ عنبی است[۴]

ترجمہ: ۱-غزل آہستہ گنگنا اور لے مدہم رکھ۔ کیونکہ پرندوں کا نالہ ابھی ہونٹوں میں دبا ہوا گیت ہے۔

۴- ن-م: ص ۱۶۵

۲- ہمارے قافلے کا ساز و ساماں حجازیوں نے لوٹ لیا ہے لیکن زبان مت کھولنا کہ ہمارا محبوب بھی عربی ہے۔ (یعنی چونکہ ڈاکو ہمارے محبوبؐ کے دیس کے ہیں اس نسبت کے باعث ان کے خلاف کوئی بات کرنا ادب کے تقاضوں کے خلاف ہے۔)

۳- ترکوں کا پودا فرنگ کی بجلی سے ثمر بار رہوا۔ ظہور مصطفوی ﷺ کے لیے ابولہبی تو ایک بہانہ ہے۔

۴- میرے کلام کو ہند و ایران کی کسوٹی پر مت پرکھ۔ اس گوہر کی اصل تو نیم شب کے آنسوؤں سے ہے۔

۵- آ (میرے کلام کو دل میں اتار) کہ پیر روم کے مٹکے سے لایا ہوا شرابِ سخن انگوری شراب سے بہت بڑھ کے ہے۔

○

۱۔ تو بر نخلِ کلیمے بے محابا شعلہ می ریزی
تو بر شمعِ یتیمے صورتِ پروانہ می آئی

۲۔ بیا اقبال جامے از خمستانِ خودی درکش
تو از میخانۂ مغرب زِخود بیگانہ می آئی[۵]

ترجمہ: ۱- تو اپنے کلیم حضرت موسیٰؑ کے شجر پر بے دریغ آگ برساتا ہے اور تو ہی ایک (درِّ) یتیم ﷺ کی شمع پر پروانہ وار آتا ہے۔

۲- اقبال آ! خودی کے میخانہ سے ایک جام پی! تو یورپ کے مئے خانہ سے اپنا آپ فراموش کر کے آیا ہے۔

۵- ن-م: ص ۱۷۳

○

۱۔ تب وتابِ بتکدۂ عجم نرسد بسوز وگداز من
که بیک نگاه محمدِ عربیؐ گرفت حجاز من

۲۔ چه کنم که عقلِ بهانه جو گرہے بروئے گره زند
نظرے! که گردشِ چشمِ تو شکند طلسمِ مجازِ من[۶]

ترجمہ: ۱۔ بتکدہ عجم کی چمک دمک میرے سوز وگداز کو نہیں پہنچ سکتی کہ محمد عربی ﷺ نے ایک نگاہ میں میرا حجاز فتح کرلیا ہے۔

۲۔ (یا رسول اللہ ﷺ!) میں کیا کروں کہ عقل بہانہ ساز گرہ پر گرہ ڈالتی جا رہی ہے، ایک نظر کرم! کہ آپؐ کی آنکھ کی ایک گردش میرے مجاز کا طلسم توڑ دے گی، یعنی میری نظر کے دھوکے کو ختم کردے گی۔

○

۱۔ سرخوش از بادۂ تو خم شکنے نیست که نیست
مستِ لعلین تو شیریں سخنے نیست که نیست

۲۔ در قبائے عربی خوشترک آئی به نگاه
راست بر قامت تو پیرہنے نیست که نیست[۷]

۶۔ ن۔م: ص۱۷۴

۷۔ ن۔م: ص۱۸۱

ترجمہ:۱-(میرے محبوب) کوئی ایسا بادہ نوش نہیں جو تیری شراب سے مست نہ ہو۔
کوئی شیریں سخن ایسا نہیں جو تیرے ہونٹوں کا متوالا نہ ہو۔

۲- عربی قبا میں تو تیری اور ہی چھب نظر آتی ہے، ورنہ کوئی ایسا لباس نہیں جو آپ کی قامت پہ بجتا نہ ہو۔

○

۱۔ گردشے باید کہ گردوں از ضمیرِ روزگار
دوشِ من باز آرد اندر کسوتِ فردائے من

۲۔ از سپہر بارگاہت یک جہاں وافر نصیب
جلوۂ داری دریغ از وادی سینائے من

۳۔ باخدا در پردہ گویم با تو گویم آشکار
یا رسول اللہ! او پنہان و تو پیدائے من[۸]

ترجمہ:۱-ایسی گردش چاہیے کہ آسمان زمانے کے ضمیر میں میرے مستقبل کے لباس میں میرا ماضی پھیر لائے۔

۲- (یارسول اللہ ﷺ!) آپ کی بارگاہ سے پورا جہاں پورا پورا فیض پا رہا ہے۔ایسا جلوہ رکھتے ہوئے بھی میری وادی سینا سے دریغ؟

۳- میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں تو چپکے چپکے عرض کرتا ہوں اور آپ سے کھلم کھلا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ مجھ سے پنہاں ہے اور آپ آشکار۔

۸- ن-م:ص ۱۸۳۔

○

۱۔ چہ خوش بودے اگر مردِ نکوئے
زبندِ پاستاں آزاد رفتے

۲۔ اگر تقلید بودے شیوۂ خوب
پیمبرؐ ہم رہِ اجداد رفتے[9]

ترجمہ: ۱۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ مبارک انسان ماضی کی زنجیریں توڑ کر چلتا

۲۔ اگر بھیڑ چال ہی اچھا طریقہ ہوتا تو رسول ﷺ بھی آباؤ اجداد کی راہ اختیار کرتے۔ یعنی محض پرانی روشیں ہی قابل تقلید نہیں ہوتیں بلکہ حق ہی لائقِ اتباع ہے۔ جس روپ میں بھی ہو۔

زبورِ عجم

۱۔ شررِ پریدہ رنگم، مگذر زجلوۂ من
که بتاب یک دو آنے تبِ جاودانه دارم

۲۔ باُمِیدِ ایں که روزے بشکار خواہی آمد
زکمند شہریاراں رمِ آہوانه دارم[۱]

ترجمہ: ۱۔ (میرے محبوب میں تیرے وصال کے بغیر) ایک بے رنگ چنگاری کی طرح ہوں۔ تو مجھے اپنا جلوہ دکھائے بغیر نہ جا۔ کہ تیری ایک دو لمحوں کی تپش دیدار کی وجہ سے میرے دل کو ہمیشہ کا سوز مل جائے گا۔

۲۔ میں تو اس امید پر کہ تو ایک نہ ایک دن شکار کیلئے آئے گا بادشاہوں کی کمند سے ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتا ہوا نکل آیا ہوں۔

۹۔ ن۔م: ص ۲۲۲

۱۔ زبورِ عجم: ص ۲۱، علامہ محمد اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور۔

جاوید نامہ

۱۔ مردِ مومن در نسازد با صفات
مصطفیٰؐ راضی نشد الّا بذات

۲۔ چیست معراج آرزوئے شاہدے
امتحانے روبروئے شاہدے

۳۔ شاہدِ عادل کہ بے تصدیقِ او
زندگی ما را چو گل را رنگ و بو[۲]

ترجمہ: ۱۔ مردمومن صرف صفات پر قناعت نہیں کرتا۔ جس طرح رسول کریم ﷺ ذاتِ حق کے سوا صرف صفات پر راضی نہ ہوئے۔

۲۔ معراج کیا ہے کسی شاہد کی آرزو ہے۔ کہ اس کے روبرو اپنا امتحان کیا جائے۔

۳۔ ایسا شاہد عادل کہ جس کی تصدیق کے بغیر ہماری زندگی ایسے ہی ہے جیسے پھول کے لیے رنگ و بو۔ جو عارضی اور وقتی ہوتے ہیں۔

۲۔ جاوید نامہ: ص ۲۰۔ علامہ محمد اقبال۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز

نوحہ روح ابوجہل در حرم کعبہ

۱۔ سینۂ ما از محمدؐ داغ داغ
از دمِ او کعبہ را گل شد چراغ

۲۔ از ہلاکِ قیصر و کسریٰ سرود
نوجواناں را ز دستِ ما ربود

۳۔ ساحر و اندر کلامش ساحری است
ایں دو حرفِ لَا اِلٰہ خود کافری است

۴۔ تابساطِ دینِ آبا در نورد
با خداوندانِ ما کرد آنچہ کرد!

۵۔ پاش پاش از ضربتش لات و منات
انتقام از وے بگیر اے کائنات!

۶۔ دل بغائب بست و از حاضر گسست
نقشِ حاضر را فسونِ او شکست

۷۔ دیدہ برغائب فروبستن خطاست
آنچہ اندر دیدہ می ناید کجاست

۸۔ پیشِ غایب سجدہ بردن کوری است
دین نو کور است و کوری دُوری است

۹۔ خم شدن پیشِ خدائے بے جہات!
بندہ را ذوقے نہ بخشد ایں صلوٰت[۲]!

حرم کعبہ میں ابوجہل کا نوحہ:

ترجمہ: ۱۔ ہمارا سینہ محمد (ﷺ) کی وجہ سے داغ داغ ہے۔ آپ کی پھونک سے کعبہ کا چراغ بجھ گیا۔

۲۔ آپ نے قیصر وکسریٰ کی تباہی کی بات کی اور نوجوانوں کو ہم سے چھین لیا۔

۳۔ آپ جادوگر ہیں اور آپ کے کلام میں بھی جادوگری ہے۔ اور لا اِلٰہ کے دو حرف بھی جادوگری ہیں۔ یعنی آپ کے پیغام کی بنیاد ہی جادوگری ہے۔

۴۔ جب آپ نے ہمارے آبا کے دین کی بساط لپیٹ دی ہے اور ہمارے خداؤں کے ساتھ وہ کیا جو کیا۔ یعنی بہت برا سلوک کیا اور انہیں توڑ دیا۔

۵۔ آپ کی ضرب سے لات ومنات جیسے بت پاش پاش ہوگئے۔ اے دنیا! تو آپ سے اس کا بدلہ لے۔

۶۔ آپ نے غائب (اللہ تعالیٰ) سے دل لگایا، اور حاضر (بتوں) سے دل ہٹا لیا۔ ان کے جادو نے نقش حاضر کو تہس نہس کر دیا۔

۷۔ غیب پر نظریں جمائے رکھنا غلطی ہے۔ جو نظر ہی نہیں آتا وہ کہاں ہے۔

۸۔ غیب کے حضور سجدہ ریز ہونا اندھا پن ہے۔ نیا دین اندھا ہے اور یہ حقیقت سے دور لے جاتا ہے۔

۹۔ جہت سے پاک خدا کے آگے جھکنا۔ یہ ایسی نماز ہے جو بندے کو ذوق عطا نہیں کرتی۔

۲۔ ن۔م: ص ۵۴

۱۰۔ مذہبِ او قاطعِ ملک و نسب
از قریش و منکر از فضلِ عرب

۱۱۔ در نگاہے او یکے بالا و پست
با غلامِ خویش بر یک خواں نشست!

۱۲۔ قدرِ احرارِ عرب نشناختہ
باکلفتانِ حبش در ساختہ

۱۳۔ احمراں با اسوداں آمیختند
آبروئے دودمانے ریختند!

۱۴۔ ایں مساوات، ایں مواخات اعجمی است
خوب می دانم کہ سلمانؓ مزدکی است

۱۵۔ ابن عبداللہ فریبش خوردہ است
رستخیزے بر عرب آوردہ است

۱۶۔ عترتِ ہاشم زِخود مہجور گشت
از دو رکعت چشمِ شاں بے نور گشت

۱۷۔ عجمی را اصلِ عدنانی کجاست
گنگ را گفتار سحبانی کجاست

۱۸۔ چشم خاصانِ عرب گردیده کور
بر نیائی اے زہیر از خاکِ گور؟

۱۹۔ اے تو ما را اندریں صحرا دلیل
بشکن افسونِ نوائے جبرئیل![۳]

ترجمہ: ا- آپ (ﷺ) کا مذہب ملک اور خاندان کی جڑیں کاٹ دیتا ہے۔ آپ قریش میں سے ہیں اور عرب کی فضیلت کے منکر ہیں۔

۱۱- آپ کی نظر میں اعلیٰ اور ادنیٰ برابر ہیں۔ آپ اپنے غلام کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھتے ہیں۔

۱۲- آپ نے عرب کے آزاد لوگوں کی قدر نہیں پہچانی۔ اور حبشہ کے سیاہ فام لوگوں سے موافقت اختیار کر لی۔

۱۳- آپ نے گوروں کو کالوں کے ساتھ ملا دیا۔ اور خاندان کی وقعت ختم کر دی۔

۱۴- یہ برابری اور یہ بھائی چارہ غیر عرب لوگوں کا نظریہ ہے میں (ابوجہل) اچھی طرح جانتا ہوں کہ سلمان مزدک کا پرستار ہے۔

۱۵- ابن عبداللہ (نبی کریم ﷺ) نے اس نظریے کا فریب کھایا ہے اور یوں عرب میں قیامت برپا کر دی ہے۔

۳- ن-م: ص ۵۵

۱۶- خاندان ہاشم اپنے نسب سے ہی دور ہو گئے ہیں۔ دو رکعتوں کی نماز سے ان کی آنکھیں بے نور ہو گئی ہیں۔ یعنی اس کے نزدیک نماز نے انھیں مساوات واخوت سکھا کے حقیقت سے دور کر دیا۔

۱۷- ہمیں کوئی یہ بھی تو بتائے کہ غیر عرب کی عدنانی اصل کہاں ہے۔ اور یہ کہ کوئی غیر عرب بھی نسل عدنان میں سے نہیں۔ بھلا ایک گونگے آدمی میں سحبان (فصحاء عرب میں مشہور) جیسا فصیح انداز گفتگو کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ یعنی ابوجہل عرب و عجم کی برابری کو نہیں سمجھتا اور مساوات انسانی کو عربوں کی تحقیر سمجھتا ہے۔

۱۸- عرب کے خاص لوگوں کی آنکھ اندھی ہو گئی ہے۔ اے زہیر! تو خاک قبر سے باہر کیوں نہیں آ جاتا۔

۱۹- اے کہ زہیر (مشہور شاعر عرب) تو ہمارے لئے اس صحرا میں رہنما ہے، آ اور جبریل کی نواء کا جادو توڑ دے۔

○

۱۔ مصطفیٰؐ اندر حرا خلوت گزید
مدتے جز خویشتن کس را ندید

۲۔ نقشِ ما را در دل او ریختند
ملتے از خلوتش انگیختند

۳۔ می توانی منکرِ یزداں شدن
منکر از شانِ نبیؐ نتواں شدن[۴]

ترجمہ: ۱- نبی کریم ﷺ نے غار حرا میں خلوت اختیار فرمائی۔ ایک مدت اپنے سوا کسی کو نہ دیکھا۔

۲- ہمارا نقش (قدرتی طور پر) ان کے دل میں ڈالا گیا اور آپ کی خلوت کے اندر سے ایک نئی ملّت ابھری۔

۳- تو خدا تعالیٰ کا منکر تو ہو سکتا ہے لیکن تو نبی کریمؐ کی شان کا منکر نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کمالات غیب میں ہیں جبکہ حضور اکرم ﷺ کے اوصاف و کمالات سب واضح ہیں۔

۴- ن-م: ص ۶۹-۷۰۔

○

فطرتِ تو مستنیر از مصطفیٰؐ است
باز گو آخر مقامِ ما کجا است[۵]

ترجمہ:۱-(اے مردحق) تیری فطرت حضور نبی کریم ﷺ کے نور سے روشن ہے، پھر تو ہی بتا کہ آخر ہمارا مقام کہاں ہے۔

○

۱۔ ساربان یاراں بہ یثرب ما بہ نجد
آں حدی کو ناقہ را آرد بوجد

۲۔ ابر بارید از زمیں ہا سبزہ رُست
می شود شاید کہ پائے ناقہ سست

۳۔ جانم از دردِ جدائی در نفیر
آں رہے کو سبز کم دارد بگیر

۴۔ ناقہ مستِ سبزہ و من مستِ دوست
او بدست تست و من در دستِ دوست[۶]

۵- ن-م:۷۷
۶- ن-م:۹۸۔

ترجمہ: ا- ساربان دوست تو مدینہ منورہ میں پہنچے ہوئے ہیں اور ہم نجد میں ہیں، وہ حدی خواں کہاں ہے جو ہماری اونٹنی کو وجد میں لائے۔

۲- بادل برسا ہے اور زمین سے سبزہ اگ آیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اونٹنی کی رفتار سست ہو جائے۔

۳- دردِ جدائی سے میری جان فریاد کر رہی ہے تو (اے ساربان) وہ راستہ اختیار کر جہاں سبزہ کم ہو۔

۴- اونٹنی تو سبزہ میں مست ہے جبکہ میں اپنے ماہی ﷺ کے خیالوں میں ڈوبا ہوا ہوں۔ اونٹنی کی مہار تو تیرے ہاتھ میں ہے لیکن میری مہار میرے محبوب ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔

○

ا۔ ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو
آں کہ از خاکش بروید آرزو

۲۔ یا ز نورِ مصطفیٰؐ او را بہاست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰؐ است[7]

ترجمہ: ا- تو یہاں کہیں بھی رنگ و بو کی دنیا دیکھتا ہے اور یہ جہاں جس کی خاک سے آرزو پیدا ہوتی ہے۔

۲- یا اس کو یہ رونقیں نبی کریم ﷺ کے نور سے ملی ہیں، یا (اگر ابھی تک کوئی جہاں اس نعمت سے محروم ہے تو) وہ نورِ مصطفیٰ ﷺ کی تلاش میں ہے۔

۷- ن-م: ص ۱۲۸

○

۱۔ بودہ ام در حضرتِ مولائے کل
آنکہ بے او طے نمی گردد سُبل

۲۔ گرچہ آنجا جرأت گفتار نیست
روح را کارے بجز دیدار نیست![۸]

ترجمہ: ۱- میں حضرت مولائے کل ﷺ کے حضور رہا ہوں وہ ذات اقدس جن کے بغیر زندگی کے راستے طے نہیں ہوتے۔

۲- اگرچہ وہاں کسی کو بات کرنے کی جرأت نہیں ہوتی اور وہاں روح کو نبی کریم ﷺ کے دیدار کے سوا کوئی کام نہیں ہوتا۔

۸- ن-م،ص:۱۸۲

پس چہ باید کرد اے

اقوامِ شرق

۱۔ فقر خیبر گیر با نانِ شعیر
بستۂ فتراک او سلطان و میر

۲۔ فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضا است
ما امینیم ایں متاعِ مصطفیٰ است[1]

ترجمہ: ۱۔فقر جَو کی روٹی کھا کر خیبر کو فتح کرتا ہے، سلطان اور امیر سب اس کے فتراک میں بندھے ہوئے ہیں۔

۲۔ فقر ذوق وشوق اور تسلیم ورضا کی کیفیت ہے، یہ حضور اکرم ﷺ کی متاع ہے اور ہم اس کے امین ہیں۔

○

۱۔ ہر کہ از سِرّ نبیؐ گیرد نصیب
ہم بہ جبریلِ امیں گردد قریب

۲۔ کس نہ گردد در جہاں محتاج کس
نکتہ شرع مبیں ایں است و بس[2]

۱۔ پس چہ باید کرد اے اقوام شرق: ص ۲۰، علامہ محمد اقبال شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔

۲۔ ن-م: ص ۳۲۔

ترجمہ: ۱۔ جسے بھی نبی کریم ﷺ کے راز سے حصّہ مل جاتا ہے وہ جبریلؑ امیں کے بھی قریب ہو جاتا ہے۔

۲۔ (نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی) شرعِ مبین کا صرف یہی ایک مقصود ہے کہ اس دنیا میں کوئی کسی کا محتاج نہ رہے۔

۱۔ چوں بنامِ مصطفیٰؐ خوانم درود
از خجالت آب می گردد وجود

۲۔ عشق می گوید کہ "اے محکومِ غیر
سینۂ تو از بتاں مانندِ دیر

۳۔ تا نداری از محمدؐ رنگ و بو
از درودِ خود میالا نامِ او"

ترجمہ: ۱۔ جب میں حضرت مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درود بھیجتا ہوں تو میرا وجود شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔

۲۔ عشق مجھے کہتا ہے کہ "اے غیر کے محکوم! تیرا سینہ تو بتوں کی وجہ سے بت خانہ بنا ہوا ہے۔

۳۔ جب تک تو حضرت محمد ﷺ کا رنگ و بو اختیار نہیں کرتا۔ اس وقت تک تو اپنے درود سے حضورؐ کے نام اقدس کو آلودہ نہ کر۔

۳۔ ن۔م: ص ۳۷۔

۱۔ از دمِ سیرابِ آں امّی لقب
لالہ رست از ریگِ صحرائے عرب

۲۔ حرّیت پروردۂ آغوش اوست
یعنی امروزِ امم از دوشِ اوست

۳۔ او دلے در پیکرِ آدم نہاد
او نقاب از طلعتِ آدم کشاد

۴۔ ہر خداوندِ کہن را او شکست
ہر کہن شاخ از نمِ او غنچہ بست

۵۔ گرمی ہنگامۂ بدر و حنین
حیدرؓ و صدیقؓ و فاروقؓ و حسینؓ

۶۔ سطوت بانگ صلوات اندر نبرد
قرأت الصّٰفّٰت اندر نبرد

۷۔ تیغِ ایوبی نگاہ بایزید
گنجہائے ہر دو عالم را کلید

۸۔ عقل و دل را مستی از یک جامِ مے
اختلاطِ ذکر و فکرِ روم و رے

۹۔ علم و حکمت ، شرع و دیں ، نظم امور
اندرونِ سینہ دل ہا ناصبور

۱۰۔ حسنِ عالم سوز الحمرا و تاج
آنکہ از قدوسیاں گیرد خراج

۱۱۔ ایں ہمہ یک لحظہ از اوقاتِ اوست
یک تجلی از تجلیاتِ اوست

۱۲۔ ظاہرش ایں جلوہ ہائے دل فروز
باطنش از عارفاں پنہاں ہنوز

۱۳۔ "حمد بیحد مر رسولِ پاک را
آں کہ ایماں داد مشتِ خاک را"[۴]

(خواجہ عطار بتغیر لفظی)

۴۔ ن-م:ص۳۹-۴۰۔

ترجمہ: ۱- اس اُمی لقب ﷺ کی ذات اقدس کی حیات آفریں پھونک سے صحرائے عرب کی ریت میں گلِ لالہ کھل اُٹھے۔

۲- آزادی نے اسی ذات عالی مقام کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔ یعنی اقوام کو جو مقام آج ملا ہوا ہے وہ حضور اکرم ﷺ کے تصدق سے ہی ملا ہے۔

۳- آپ ﷺ نے پیکر آدم میں دل رکھا یعنی انسانیت کو جرأت و مردانگی کا درس دیا۔ آپ نے آدم کے چہرہ روشن سے نقاب اٹھایا یعنی انسان کی خفیہ صلاحیتوں کو بیدار کیا۔

۴- آپ ﷺ نے ہر پرانا بت توڑ ڈالا۔ اور آپ کے فیض سے ہر پرانی شاخ سے کلیاں پھوٹ نکلیں۔

۵- بدر و حنین کے ہنگاموں کی تپش ہو۔ یا حضرت حیدر کرارؓ ہوں، حضرت ابوبکر صدیقؓ ہوں، حضرت فاروق اعظمؓ یا حضرت امام حسینؓ ہوں۔ (سب آپ کے فیضان کے مختلف مظاہر ہیں)

۶- میدان کارزار میں اذان نماز کی ہیبت و دبدبہ ہو۔ یا دوران جنگ سورۃ الصفت کی قرأت ہو۔

۷- صلاح الدین ایوبیؒ کی تلوار ہو یا حضرت بایزید بسطامیؒ کی نگاہ پاکباز کہ یہ دونوں جہانوں کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔

۸- ایک جام مے سے عقل و دل دونوں کو مست کر دینا۔ روم و رے کے ذکر و فکر کا اختلاط (یہاں روم سے اشارہ مشہور صوفی مولانا رومؒ کی طرف ہے اور رے سے اشارہ فکر و فلسفہ کے امام، امام رازیؒ کی طرف کیونکہ وہ رے کے رہنے والے تھے مراد یہ ہے کہ عشق و مستی کی کیفیات ہوں یا فکر و فلسفہ کی باریکیاں سب حضور اکرم ﷺ کے فیضان کے ہی متعدد روپ ہیں جیسا کہ اقبال ایک

مقام پر فرماتے ہیں:

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب

۹۔ علم و حکمت، شرع و دین اور معاملات کا انتظام اور سینے کے اندر دلوں کا کرب و اضطراب۔ آپ کی نظر پاک سے ہر دو بامراد ہو گئے۔

۱۰۔ (قصر) الحمرا اور تاج (محل) کی عالم سوز خوبصورتی جو فرشتوں سے بھی داد تحسین وصول کرتی ہے۔

۱۱۔ یہ سب کچھ حضور اکرم ﷺ کے اوقات میں سے ایک لمحہ اور آپ کی تجلیات میں سے ہی ایک تجلی ہے۔

۱۲۔ حضور اکرم ﷺ کا ظاہر تو ان دل افروز جلوؤں کی صورت میں نمایاں ہے اور آپ کا باطن ابھی عارفوں سے بھی مخفی ہے۔

۱۳۔ حضور اکرم ﷺ بے حد تعریف و ستائش کے مستحق ہیں آپ کی ذات گرامی نے مشت خاک (انسان) کو ایمان سے نوازا۔ (کچھ لفظی تغیر سے یہ شعر خواجہ عطار کا ہے۔)

در حضور رسالت مآب ﷺ

۱۔ اے تو ما بیچارگاں را ساز و برگ
وارہاں ایں قوم را از ترسِ مرگ

۲۔ سوختی لات و مناتِ کہنہ را
تازہ کردی کائناتِ کہنہ را

۳۔ در جہانِ ذکر و فکرِ انس و جاں
تو صلوٰتِ صبح، تو بانگِ اذان

۴۔ لذتِ سوز و سرور از لَا اِلٰہ
در شبِ اندیشہ نور از لَا اِلٰہ

۵۔ نے خدا ہا ساختیم از گاوٴ خر
نے حضورِ کاہناں افگندہ سر

۶۔ نے سجودے پیشِ معبودانِ پیر
نے طوافِ کوشکِ سلطان و میر

۷۔ ایں ہمہ از لطفِ بے پایانِ تست
فکر ما پروردۂ احسانِ تست

۸۔ ذکرِ تو سرمایۂ ذوق و سرور
قوم را دارد بہ فقر اندر غیور

۹۔ اے مقام و منزلِ ہر راہ رو
جذبِ تو اندر دلِ ہر راہ رو

۱۰۔ سازِ ما بے صوت گردید آنچناں
زخمہ بر رگہائے او آید گراں[۵]

ترجمہ: ۱۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ ہی ہم بے چاروں کا بہت بڑا سرمایہ ہیں، اس قوم کو موت کے خوف سے رہائی دلائیے۔

۲۔ میرے حضور ﷺ! آپ نے ہی پرانے بت لات ومنات جلا دیے۔ آپ نے ہی اس قدیم دنیا کو نئی زندگی عطا فرمائی۔

۳۔ انسانوں اور جنوں کے ذکر و فکر کے جہاں میں (آپ ہی ہیں) آپ ہی صبح کی نماز ہیں اور آپ ہی اذان کی آواز ہیں۔

۴۔ سوز و سرور کی تمام لذتیں لا اِلٰہ سے ہیں۔ اندیشے کی شبِ تار کو لا اِلٰہ کا نور ہی روشن کرتا ہے۔

۵۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم نے نہ کسی گائے، گدھے کو اپنا معبود بنایا ہے اور نہ ہی کاہنوں کے سامنے اپنا سر جھکایا ہے۔

۶۔ نہ پرانے خداؤں کو سجدہ کیا اور نہ ہی بادشاہوں اور امراء کے محلات کا طواف کیا۔

۷۔ یہ سب کچھ آپ ہی کے بے حد لطف و کرم کا صدقہ ہے، ہماری فکر حضور ہی کے احسان کی پروردہ ہے۔

۸۔ حضور ﷺ کا ذکر ہی ذوق و سرور کا سرمایہ ہے، اور یہی چیز قوم کو فقر میں غیور رکھتی ہے۔

۹۔ اے وہ ذات اقدس ﷺ! جو ہر مسافر کے لیے منزل بھی ہے اور مقام بھی۔ ہر سالک کے دل میں آپ کا ہی جذب و شوق ہے۔

۱۰۔ اے رسول امیں ﷺ! ہمارا ساز کچھ اس طرح بے آواز ہو گیا ہے کہ اب تو مضر اب بھی اس کے تاروں پر گراں گزرتی ہے۔

۵۔ ن۔م: ص ۴۸۔

○

۱۔ در عجم گردیدم و ہم در عرب
مصطفیٰ نایاب و ارزاں بو لہب

۲۔ ایں مسلماں زادۂ روشن دماغ
ظلمت آبادِ ضمیرش بے چراغ

۳۔ در جوانی نرم و نازک چوں حریر
آرزو در سینۂ او زود میر

۴۔ ایں غلام ابنِ غلام ابنِ غلام
حرّیت اندیشۂ او را حرام

۵۔ مکتب از وے جذبۂ دیں در ربود
از وجودش ایں قدر دانم کہ بود

۶۔ ایں زخود بیگانہ، ایں مستِ فرنگ
نانِ جو می خواہد از دستِ فرنگ

۷۔ ناں خرید ایں فاقہ کش با جانِ پاک
داد ما را نالہ ہائے سوزناک

۸۔ دانہ چیں مانندِ مرغانِ سراست
از فضائے نیلگوں ناآشناست

۹۔ آتشِ افرنگیاں بگداختش
یعنی ایں دوزخ دگرگوں ساختش

۱۰۔ شیخِ مکتب کم سواد و کم نظر
از مقامِ او نداد او را خبر

۱۱۔ مومن و از رمزِ مرگ آگاہ نیست
دردلش لَا غَالِبَ اِلَّا اللہ نیست

۱۲۔ تا دلِ او درمیانِ سینہ مُرد
می نیندیشد مگر از خواب و خورد

۱۳۔ بہرِ یک ناں نشترِ لا و نعم
منتِ صد کس برائے یک شکم

۱۴۔ از فرنگی می خرد لات و منات
مومن و اندیشۂ او سومنات

۱۵۔ قُم باِذنِیٔ گوئے او را زندہ کن
در دلش اللّٰہ ھُو را زندہ کن

ترجمہ: ۱- میں عجم میں بھی پھرا ہوں اور عرب میں بھی گھوما ہوں، ہر جگہ حضور ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے لوگ نایاب ہیں اور ابولہب زیادہ ہیں۔

۲- (میرے کریم ﷺ!) اس روشن دماغ مسلمان کی حالت یہ ہے کہ اس کے ضمیر کی اندھیر نگری چراغ کے بغیر ہے۔

۳- جوانی میں ریشم کی طرح نرم و نازک ہے، اس کے دل میں پیدا ہونے والی آرزو بہت جلد مر جاتی ہے۔

۴- (میرے حضور ﷺ!) یہ (مسلمان) غلام ابن غلام ابن غلام ہے یعنی نسل در نسل غلام ہے۔ اس کے نزدیک آزادی کے متعلق سوچنا بھی حرام ہے۔

۵- مکتب نے اس سے دین کا جذبہ چھین لیا ہے، اس کے وجود کے متعلق میں صرف جانتا ہوں کہ وہ کبھی تھا۔

۶- یہ اپنے آپ سے ناآشنا ہے اور افکار فرنگ میں مست ہے کہ وہ صرف اتنا چاہتا ہے کہ اسے فرنگیوں کے ہاتھ سے جو کی روٹی مل جائے۔

۷- اس فاقہ کش نے اپنی جان پاک دے کر جو کی روٹی خریدی۔ اس نے ہمیں جلا دینے والے نالے دیے۔

۸- وہ پالتو پرندوں کی طرح دانہ ہی چگ سکتا ہے۔ وہ نیلگوں فضاؤں سے ناآشنا ہے۔

۹- فرنگیوں کی آگ نے اسے پگھلا کے رکھ دیا ہے یعنی اس دوزخ نے اس کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے۔

۱۰- شیخ مکتب کم علم اور کم نظر ہے، اس نے اس نئی نسل کو اپنے مقام سے آگاہ ہی نہیں کیا۔

۱۱- وہ ہے تو صاحب ایمان لیکن حقیقت موت سے آگاہ نہیں ہے۔ اس کے دل میں **لَا غَالِب اِلَّا اللّٰہ** (اللہ کے سوا کوئی غالب نہیں) پر یقین ناپید ہے۔

۱۲- چونکہ اس کے سینہ میں دل تو مر چکا ہے اس لیے اسے کھانے، پینے اور سونے کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں۔

۱۳- (حضور رسالت پناہ ﷺ!) یہ مسلمان ایک روٹی کی خاطر لا اور نعم کی نشتر کے زخم کھاتا ہے۔ یعنی غیروں کی غلامی کرتا ہے اور ایک پیٹ کے لیے سینکڑوں کا احسان اٹھاتا ہے۔

۱۴- وہ فرنگی سے لات و منات خریدتا ہے، ہے تو مومن مگر سومناتی سوچ کا حامل ہے۔

۱۵- یارسول اللہ ﷺ! **قُمْ بِاِذْنِیْ** فرمائیں یعنی ''اُٹھ میرے حکم سے'' فرما کر اسے زندہ کر دیں۔ اس کے دل کو **اللّٰہ ھُو** سے زندگی عطا فرما دیں۔

O

۱۔ ما ہمہ افسونئ تہذیبِ غرب
کشتۂ افرنگیاں بے حرب و ضرب

۲۔ تو ازآن قومے کہ جامِ او شکست
وانما یک بندۂ اللہ مست

۳۔ ''تا مسلماں بازبیند خویش را
از جہانے برگزیند خویش را''

۴۔ شہسوارا، یک نفس در کش عناں
حرفِ من آساں نیاید بر زباں

۵۔ آرزو آید کہ ناید تا بہ لب
می نہ گردد شوقِ محکومِ ادب

۶۔ آں بگوید لب کشا اے درد مند
ایں بگوید چشم بکشا لب بہ بند

۷۔ گردِ تو گردد حریمِ کائنات
از تو خواہم یک نگاہِ التفات

۸۔ ذکر و فکر و علم و عرفانم توئی
کشتی و دریا و طوفانم توئی

۹۔ آہوئے زار و زبون و ناتواں
کس بہ فتراکم نہ بست اندر جہاں

۱۰۔ اے پناہِ من حریم کوئے تو
من بامیدے رمیدم سوئے تو

۱۱۔ آں نوا در سینہ پروردن کجا
وز دمے صد غنچہ وا کردن کجا

۱۲۔ نغمۂ من در گلوئے من شکست
شعلۂ از سینہ ام بیرون نجست

۱۳۔ در نفس سوزِ جگر باقی نماند
لطفِ قرآنِ سحر باقی نماند

۱۴۔ نالۂ کو می نہ گنجد در ضمیر
تا کجا در سینہ ام ماند اسیر

۱۵۔ یک فضائے بیکراں می بایدش
وسعتِ نُہ آسماں می بایدش[7]

ترجمہ: ۱۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم سب تہذیب مغرب کے سحر زدہ ہیں۔ ہمیں افرنگیوں نے بغیر ہی جدال وقتال کے مار دیا ہے۔

۲۔ میرے آقا ﷺ! آپ اسی قوم میں سے جس کا جام ٹوٹ چکا ہے کسی درویش خدا مست کو ظاہر فرمائیے۔

۳۔ تاکہ مسلمان پھر اپنی حقیقت کو پالے اور اپنے آپ کو دنیا میں برگزیدہ بنالے۔

۴۔ اے شہسوار! ایک لمحے کے لیے اپنے گھوڑے کو روکیے۔ میری آرزو اتنی آسانی سے زبان پر نہ آسکے گی۔

۵۔ (خدا ہی جانے) کہ میری بات زبان پر آتی بھی ہے یا نہیں؟ شوق تو ادب کا پابند نہیں ہوتا۔

۶۔ آرزو کہتی ہے کہ اے صاحب درد تو لب کھول اور عشق کہتا ہے کہ ہونٹ بند رکھ اور آنکھیں کھول۔

۷۔ یارسول اللہ ﷺ! پوری کائنات آپ کے گرد گھوم رہی ہے میں آپ کی ایک نگاہ التفات کا طالب ہوں۔

۸۔ اے تاجدار مدینہ ﷺ! میرا ذکر و فکر اور علم و عرفان آپ ہی ہیں۔ میری کشتی،

۷۔ ن۔م:ص ۵۰-۵۱۔

دریااور طوفان سب کچھ آپ ہی ہیں، یعنی میری پوری کائنات آپ ہی ہیں۔

۹۔ میں تو ایک نحیف ونزار، لاغر و دردمند ہرن ہوں۔ دنیا میں مجھے کسی نے بھی اپنے جال میں گرفتار نہیں کیا۔

۱۰۔ اے جان دو عالم ﷺ! آپ کا درِ پاک ہی میری پناہ گاہ ہے میں اسی امید پر آپ کی طرف بھاگتا چلا آرہا ہوں۔

۱۱۔ میرے کریم آقا ﷺ! آپ کا وہ فیض کہاں ہے جو سینے میں نوا کی پرورش کرتا ہے اور آپ کی وہ ایک پھونک جس سے سینکڑوں غنچے کھل اٹھتے ہیں کہاں ہے؟

۱۲۔ میرا نغمہ تو میرے گلے میں ہی ٹوٹ گیا ہے۔ میرے سینے سے ایک بھی شعلہ باہر نہیں آیا۔

۱۳۔ میرا سانس سوز جگر سے محروم ہو گیا۔ صبح کے وقت تلاوت قرآن کا لطف بھی جاتا رہا۔

۱۴۔ وہ نالہ جو میرے ضمیر میں نہیں سما سکتا تھا کب تک میرے سینے میں مقید رہے گا۔

۱۵۔ اس کے لیے تو ایک بیکراں وسعت درکار ہے بلکہ اسے تو نو آسمانوں کی وسعت چاہیے۔

O

۱۔ آہ زاں دردے کہ در جان و تن است
گوشۂ چشم تو داروے من است

۲۔ در نسازد با دواہا جانِ زار
تلخ و بویش بر مشام ناگوار

۳۔ کارِ ایں بیمار نتواں برد پیش
من چو طفلاں نالم از داروئے خویش

۴۔ تلخیٔ او را فریبم از شکر
خندہ ہا برلب بدوزد چارہ گر

۵۔ چوں بصیریؔ از تو می خواہم کشود
تا بمن باز آید آں روزے کہ بود

۶۔ مہرِ تو بر عاصیاں افزوں تر است
در خطا بخشی چو مہرِ مادر است

۷۔ با پرستارانِ شب دارم ستیز
با ز روغن در چراغِ من بریز

۸۔ اے وجودِ تو جہاں را نو بہار
پرتوِ خود را دریغ از من مدار

۹۔ خود بدانی قدرِ تن از جاں بود
قدرِ جاں از پرتوِ جاناں بود

۱۰۔ تا زِ غیر اللہ ندارم ہیچ امید
یا مرا شمشیر گرداں یا کلید

۱۱۔ فکرِ من در فہمِ دیں چالاک و چُست
تخمِ کردارے زخاکِ من نہ رُست

۱۲۔ تیشہ ام را تیز تر گرداں کہ من
محنتے دارم فزوں از کوہکن

۱۳۔ مومنم، از خویشتن کافر نیم
برفسانم زن کہ بدگوہر نیم

۱۴۔ گرچہ کشتِ عمرِ من بے حاصل است
چیزکے دارم کہ نامِ او دل است

۱۵۔ دارمش پوشیدہ از چشمِ جہاں
کز سُمِ شبدیزِ تو دارد نشاں

۱۶۔ بندۂ را کو نخواہد ساز و برگ
زندگانی بے حضورِ خواجہ مرگ!

۱۷۔ اے کہ دادی کُرد را سوزِ عرب
بندۂ خود را حضورِ خود طلب

۱۸۔ بندۂ چوں لالہ داغے در جگر
دوستانش از غم او بے خبر

۱۹۔ بندۂ اندر جہاں نالاں چوں نَے
تفتہ جاں از نغمہ ہائے پَے بہ پَے

۲۰۔ در بیاباں مثلِ چوبِ نیم سوز
کارواں بگذشت و من سوزم ہنوز!

۲۱۔ اندریں دشت و درے پہناورے
بو کہ آید کاروانے دیگرے

۲۲۔ جاں زمہجوری بنالد در بدن
نالۂ من وائے من! اے وائے من[۸]

ترجمہ: ۱-افسوس کہ جان وتن کو ایک روگ لگ گیا ہے، جس کا علاج یارسول اللہ ﷺ! صرف آپ کی نظر کرم ہے۔

۲- میری کمزور جان ان دواؤں کو پسند نہیں کرتی۔ دوا کی کڑواہٹ اور بو میرے دماغ کے لیے ایک اذیت ہے۔

۳- مجھ بیمار کی بات آگے نہیں بڑھائی جا سکتی کیونکہ میں تو دوائی دیکھ کر ناتواں بچوں کی طرح رونے لگتا ہوں۔

۴- میں دوا کی کڑواہٹ کو چینی ملا کر فریب دیتا ہوں، جس پر میرا معالج بڑی مشکل سے ہنسی روکتا ہے۔

۵- میں بھی امام بوصیریؒ کی طرح آپ سے شفا کا طالب ہوں۔ تاکہ میں پھر سے اپنی پہلی سی حالت صحت میں آجاؤں۔

۶- یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نوازشات تو گنہگاروں پر اور بھی زیادہ ہوتی ہیں اور یہ محبت خطائیں معاف کرنے کے معاملہ میں ماں کی شفقت کی طرح ہے۔

۷- میں تاریکی کے پرستاروں (باطل قوّتوں) سے الجھتا ہوں اے رسول امیں ﷺ! میرے چراغ میں تیل ڈال دیجیے۔

۸- ن-م: ص ۵۱-۵۲۔

۸- اے وہ ذات اقدس ﷺ! جن کا وجود گرامی تمام کائنات کے لیے نو بہار ہے مجھ سے اپنے پرتو مبارک کو دور نہ کیجئے!

۹- آپ کو بخوبی علم ہے کہ جسم کی قدر و منزلت روح سے ہے اور روح کی قدر و وقعت محبوب کے پرتو سے ہے۔

۱۰- اس لیے مجھے اللہ کے سوا کسی سے کوئی امید نہیں ہے، اس لیے یا رسول اللہ ﷺ یا مجھے تلوار بنا دیجئے یا کلید، یعنی مجھے ایسا بنا دیجئے کہ یا میں باطل کو کاٹ کے رکھ دوں یا حقائق کے مقفل دروازے کھول دوں۔

۱۱- میری عقل و دانش دین کے معاملہ میں بڑی تیز ہے (مگر افسوس کہ) میری خاکِ بدن سے عمل کا کوئی بیج نہیں پھوٹتا۔

۱۲- میرے تیشہ کو اور بھی تیز کر دیجئے، کیونکہ مجھے فرہاد سے بھی زیادہ محنت درپیش ہے۔

۱۳- میں مومن ہوں اپنی ذات کا منکر نہیں ہوں۔ مجھے تیر پر لگائیے کیونکہ میں برا لوہا نہیں ہوں۔

۱۴- اگرچہ میری زندگی کی کھیتی بے حاصل ہے تاہم میرے پاس ایک گراں مایہ چیز ہے جس کا نام دل ہے۔

۱۵- میں نے اسے دُنیا کی نظروں سے چھپا کر رکھا ہے کیونکہ اُسے حضور اکرم ﷺ کے گھوڑے کے سُم میں ڈھال کر بنایا گیا ہے لہٰذا اس پر اس سُم کا نشان موجود ہے۔

۱۶- ایسے غلام کے لیے جو مال و دیت کا طالب نہیں۔ آقا کے قرب کے بغیر زندگی موت کے برابر ہے۔

۱۷- اے وہ ذات اقدس ﷺ! آپ نے ایک کرد کو سوز عرب سے نوازا۔ اپنے اس غلام کو بھی اپنی خدمت اقدس میں طلب فرمایئے۔ اس شعر میں شیخ حسام الحق ضیاء الدین کی طرف اشارہ ہے جو فرماتے ہیں: اَمۡسَیۡتُ کُرۡدِیًّا وَ اَصۡحَبۡتُ عَرَبِیًّا. کہ میں شام کو کرد تھا اور صبح کو عربی ہو گیا تھا۔

۱۸- (اقبال) ایک ایسا غلام ہے جس کے جگر میں لالہ کی طرح داغ ہے اور اس

کے دوست اس کے غم سے نا آشنا ہیں۔

۱۹- ایسا غلام جو دنیا میں نَے کی مانند نالاں ہے اور پے بہ پے نغموں نے جس کی روح کو پگھلا کے رکھ دیا ہے۔

۲۰- میری حالت اس اَدھ جلی لکڑی کی طرح ہے جسے قافلہ والے جنگل میں ہی چھوڑ کر خود آگے نکل گئے ہوں اور وہ ابھی سلگ رہی ہو۔

۲۱- میں اس وسیع دشت اور درے میں پڑا سلگ رہا ہوں ممکن ہے پھر کوئی قافلہ ادھر آ نکلے۔

۲۲- روح، فراقِ رسول اللہ ﷺ کے سبب جسم میں تڑپ رہی ہے اور فریاد کناں ہے، میری یہ فریاد، میری یہ آہ و فغاں سب بے اثر ہے حضور ﷺ! افسوس! سب بے اثر ہے۔

○

۱۔ خسروی شمشیر و درویشی نگہ
ہر دو گوہر از محیطِ لَا اِلٰہ

۲۔ فقر و شاہی وارداتِ مصطفیٰؐ است
ایں تجلی ہائے ذاتِ مصطفیٰؐ است[۹]

ترجمہ: ۱- ان کی شمشیر تو شاہانہ تھی لیکن نگاہ درویشانہ تھی۔ یہ دونوں موتی انہیں لا اِلٰہ کے سمندر سے ملے تھے۔

۲- فقر اور شاہی دونوں مصطفیٰ کریم ﷺ کی کیفیات ہیں یہ ذات مصطفیٰ ﷺ کی تجلیات ہیں۔

۹- ن-م:ص ۵۵۔

۱۔ می ندانی عشق و مستی از کجا ست؟
این شعاعِ آفتابِ مصطفیٰؐ ست

۲۔ زندۂ تا سوز او در جان تست
این نگہ دارندہ ایمان تست

۳۔ دیں مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت از کتب ، دیں از نظر

۴۔ مصطفیٰؐ بحر است و موجِ او بلند
خیز وایں دریا بجوئے خویش بند[۱۰]

ترجمہ: ۱- کیا تجھے علم نہیں کہ عشق و مستی کہاں سے حاصل ہوتی ہے، یہ سرورکونین ﷺ کے آفتاب کی ایک شعاع ہے۔

۲- تو اس وقت تک زندہ ہے جب تک اس (آفتاب) کی حرارت تیری روح میں ہے وہی تپش تیرے ایمان کی محافظ ہے۔

۳- اے بے خبر! کتابوں میں دین مت تلاش کر۔ عقل و دانش کی باتیں کتابوں سے حاصل ہوتی ہیں لیکن دین نظر سے ملتا ہے۔

۴- حضور اکرم ﷺ سمندر ہیں اور اس سمندر کی موجیں بہت بلند ہیں۔ تو اٹھ اور اس دریا کو اپنی ندی میں سمیٹ لے۔

۱۰- ن-م: ص ۶۸۔

○

۱۔ دینِ او آئینِ او تفسیرِ کل
در جبینِ او خطِ تقدیرِ کل

۲۔ عقل را او صاحبِ اسرار کرد
عشق را او تیغ جوہردار کرد

۳۔ کاروانِ شوق را او منزل است
ما ہمہ یک مشت خاکیم او دل است

۴۔ آشکارا دیدنش 'اَسرائے' ماست
در ضمیرش مسجدِ اقصائے ماست

۵۔ آمد از پیراہنِ او بوئے او
داد ما را نعرۂ اللہ ھُو[11]

ترجمہ: ۱۔ حضور اکرم ﷺ کا دین اور آئین ہر چیز کی تفسیر و تشریح ہے اور آپ ﷺ کی پیشانی پر پوری تقدیر کی لکیر موجود ہے۔

۲۔ آپ ﷺ نے عقل کو صاحب اسرار بنا دیا اور عشق کو زبردست کاٹ والی تلوار بنا دیا۔

۱۱۔ ن۔م، ص: ۷۷

۳- قافلہ عشق و مستی کی منزل آپ ﷺ کی ذات گرامی ہی ہے، ہم سب ایک مشت خاک ہیں اور آپ ﷺ دل ہیں۔

۴- حضور اکرم ﷺ کا دیدار کرنا ہی ہماری معراج ہے، آپ ہی کے ضمیر میں ہماری مسجد اقصیٰ ہے، یعنی ہمارے معراج کی ابتداء وانتہا حضور ﷺ ہی ہیں۔

۵- حضور اکرم ﷺ کے پیراہن مبارک سے آپ کی خوشبو آتی ہے اور آپ نے ہی ہمیں اللہ ہُو کا نعرہ عطا فرمایا۔

ارمغان حجاز

(فارسی)

۱۔ سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید؟
نسیمے از حجاز آید کہ ناید؟

۲۔ سر آمد روزگارِ ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ ناید[1]

ترجمہ: ۱- جو سرود چلا گیا ہے وہ آتا ہے یا نہیں آتا۔ حجاز مقدس سے پھر ٹھنڈی ہوا آتی ہے یا نہیں آتی۔

۲- اس فقیر کا آخری وقت آ گیا ہے۔ کوئی دوسرا دانائے راز آتا ہے یا نہیں آتا۔

۱- ارمغان حجاز: ص۱۲، علامہ محمد اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔

O

۱۔ بہ پایاں چوں رسد ایں عالمِ پیر
شود بے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر

۲۔ مکن رسوا حضورِ خواجہؐ ما را
حسابِ من زچشمِ او نہاں گیر[۲]

ترجمہ:۱-جب یہ بوڑھا جہان اپنی انتہا کو پہنچ جائے یعنی قیامت آجائے اور ہر چھپی تقدیر ظاہر ہو جائے۔

۲- تو میرے مولا! مجھے میرے آقا ﷺ کے حضور رسوا نہ کرنا۔ میرا حساب ان کی آنکھوں سے چھپا لینا۔

نوٹ: یاد رہے کہ اقبال نے مذکورہ رباعی اپنی اس مشہور رباعی کے بدلے کے طور پر اس کتاب میں شامل کی، جس میں آپ نے یوں عرض کیا تھا:

۱۔ تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر

۲۔ گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

۲- ن-م،ص:۱۸

ترجمہ: ۱- اے اللہ تو دونوں جہانوں سے غنی ہے اور میں فقیر ہوں۔ قیامت کے دن میرے عیبوں پر پردہ ڈال لینا مجھے معذور جان لینا۔

۲- اگر تو یہ دیکھے کہ میرا حساب لینا ضروری ہے تو نبی کریم ﷺ کے سامنے میرا حساب نہ لینا۔

پھر ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک صاحبِ درد شیخ محمد رمضان کی درخواست پر اقبالؒ نے یہ رباعی انہیں عطا فرما دی اور اس کی جگہ مذکورہ بالا رباعی لکھی اس لیے یہ رباعی آپ کے کلام کا حصہ نہیں ہے۔

○

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ اینجا[۳]

(عزت بخاری)

ترجمہ: ۱- زیرِ آسماں (بارگاہ رسالت مآبؐ) ایک ایسی ادب گاہ ہے جہاں حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ بھی سانس روک کر آتے ہیں یعنی ادب کرتے ہوئے سانس بھی اونچا نہیں لیتے۔

○

۱۔ بایں پیری رہِ یثرب گرفتم
نوا خواں از سرورِ عاشقانہ

۲۔ چو آں مرغے کہ در صحرا سرِ شام
کشاید پر بہ فکرِ آشیانہ[۴]

۳- ن-م:ص ۲۱ ۴- ن-م:ص ۲۴

ترجمہ:۱- میں نے اس بڑھاپے میں مدینہ منورہ کا راستہ اختیار کیا، میں عاشقانہ سرور و مستی سے نغمے گاتا جا رہا ہوں۔

۲- اس پرندے کی طرح جو صحرا میں شام کے وقت اپنے گھونسلے میں جانے کی فکر میں پرواز کے لیے پَر کھولتا ہے۔

○

۱۔ گناہِ عشق و مستی عام کردند
دلیل پختگاں را خام کردند

۲۔ باآہنگِ حجازی می سرایم
نخستین بادہ کاندر جام کردند[۵]

ترجمہ:۱- عشق و مستی کے گناہ کو عام کر دیا۔ پختہ دلیلوں کو جھٹلا دیا گیا۔

۲- میں حجازی سُر کے ساتھ گا رہا ہوں۔ سب سے پہلے جو شراب پیالے میں ڈالی گئی وہ ساقی کی مست آنکھوں سے ادھار لے گئی، اس رباعی کا چوتھا مصرع حضرت فخر الدین عراقی کا ہے یعنی کائنات میں سب سے پہلے نورِ محمدی ﷺ تخلیق کیا گیا اور پھر باقی کائنات اس کے پرتو سے معرضِ وجود میں آئی۔

۵- ن-م: ص ۲۵۔

○

۱۔ مسلماں آں فقیرِ کج کلاہے
رمید از سینۂ او سوزِ آہے

۲۔ دلش نالد! چرا نالد؟ نداند
نگاہے یا رسول اللہؐ نگاہے[۶]

ترجمہ: ۱- وہ مسلمان جو فقیری میں بھی بادشاہ ہے اس کے سینے سے آہ کا سوز مٹ گیا ہے۔

۲- اس کا دل آہ و فریاد کر رہا ہے وہ نہیں جانتا کہ اس کا دل کیوں آہ و فریاد کر رہا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ! نگاہ کرم یا رسول اللہؐ! نگاہ کرم!

○

۱۔ ملوکیت سراپا شیشہ بازی است
از و ایمن نہ رومی، نے حجازی است

۲۔ حضورِ تو غمِ یاراں بگویم
بامّیدے کہ وقتِ دل نوازی است[۷]

۶- ن-م،ص:۳۰

۷- ن-م،ص:۳۵

ترجمہ: ا-ملوکیت سراپا دھوکا بازی اور دکھاوا ہے، اس سے نہ کوئی رومی بچتا ہے نہ حجازی۔
۲- یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے حضور دوستوں کا غم بیان کر رہا ہوں۔ اس امید پر کہ یہ دلوں کو تسلی دینے کا وقت ہے۔

○

ا۔ شبے پیشِ خدا بگریستم زار
مسلماناں چرا زارند و خوارند

۲۔ ندا آمد، نمیدانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند![۵]

ترجمہ: ا- ایک رات میں اللہ تعالیٰ کے حضور زار زار رویا۔ کہ مسلم کیوں دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہیں اور ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔
۲- آواز آئی کہ کیا تو نہیں جانتا کہ یہ قوم دل تو رکھتی ہے لیکن محبوب ﷺ نہیں رکھتی یعنی اس کی ذلت و رسوائی کا سبب محبوب کریم ﷺ سے رشتہ توڑ لینا ہے:

رشتہ وفا کا نام محمدؐ سے توڑ کر
یہ قوم جا رہی ہے تباہی کے موڑ پر

○

۱۔ بآں رازے کہ گفتم، پَے نبردند
زشاخِ نخلِ من خرما نخوردند

۲۔ من اے میرِ اُمَم داد از تو خواہم
مرا یاراں غزل خوانے شمردند[9]

ترجمہ: ۱۔ وہ راز جو میں نے کہہ ڈالا مسلمان اس پر نہ چلے۔ انہوں نے میرے درخت کی شاخ سے کھجور نہیں کھائی۔ یعنی میرے کلام سے استفادہ نہیں کیا۔

۲۔ اے امتوں کے امام ﷺ! میں آپ سے داد وصول کرنا چاہتا ہوں کہ لوگوں نے تو مجھے غزل کہنے والوں میں شمار کیا ہے۔

○

۱۔ درونِ ما بجز دُودِ نفس نیست
بجز دستِ تو ما را دسترس نیست

۲۔ دگر افسانۂ غم با کہ گویم
کہ اندر سینہ ہا غیر از تو کس نیست[10]

ترجمہ: ۱۔ ہمارے سینے میں سانس کے دھوئیں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ کے دست کرم کے سوا ہمارا کوئی سہارا نہیں ہے۔

۲۔ پھر میں اپنا افسانہ غم کسے سناؤں کیونکہ میرے سینے میں (یا رسول اللہ ﷺ) آپ کے سوا اور کوئی نہیں بسا۔

۸۔ ن۔م: ص ۴۱ ۹۔ ن۔م: ص ۴۳ ۱۰۔ ن۔م: ص ۴۵۔

○

۱۔ در آں دریا کہ او را ساحلے نیست
دلیلِ عاشقاں غیر از دلے نیست

۲۔ تو فرمودی رہِ بطحا گرفتیم
وگرنہ جز تو ما را منزلے نیست[۱۱]

ترجمہ:۱-اس دریا میں جس کا کوئی کنارہ نہیں۔عشاق کی دلیل دل کے سوا کچھ نہیں ہے۔

۲- میرے آقا ﷺ! آپ نے فرمایا تو ہم نے مکہ معظّمہ کا راستہ اختیار کرلیا۔وگرنہ ہماری آپ کے سوا کوئی منزل نہیں ہے۔

○

۱۔ فقیرم از تو خواہم ہر چہ خواہم
دلِ کوہے خراش از برگ کاہم

۲۔ مرا درسِ حکیماں دردِ سر داد
کہ من پروردۂ فیضِ نگاہم[۱۲]

۱۱- ن-م:ص۴۶

۱۲- ن-م:ص۴۷۔

ترجمہ: ا- میں فقیر ہوں، یارسول اللہ ﷺ! میں جو کچھ بھی مانگتا ہوں آپ سے مانگتا ہوں۔ میرے گھاس کے تنکے سے پہاڑ کے دل میں خراش پیدا کر یعنی

اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے
لڑا دے ممولے کو شہباز سے

۲- مجھے عقلمندوں کے سبق نے دردسر دیا کیونکہ میں صرف آپ کی نگاہِ فیض سے پرورش پاتا ہوں۔

○

ا۔ نہ با مُلّا نہ با صوفی نشینم
تو میدانی کہ من آنم ، نہ اینم

۲۔ نویس 'اللہ' بر لوحِ دلِ من
کہ ہم خود را ہم او را فاش بینم[۱۳]

ترجمہ: ا- نہ میں ملّا کے ساتھ بیٹھتا ہوں نہ صوفی کے ساتھ۔ آپ ﷺ بہتر جانتے ہیں کہ میں نہ یہ ہوں نہ وہ۔

۲- یارسول اللہ ﷺ! میری دل کی تختی پر اللہ لکھ دیں۔ تاکہ میں اپنے آپ کو اور اس (ذات باری تعالیٰ) کو ظاہر دیکھ سکوں۔

۱۳- ن-م: ص ۴۸۔

○

۱۔ بچشمِ من نگہ آوردۂ تست
فروغِ لَا اِلٰہ آوردۂ تست

۲۔ دو چارم کن بہ صبح مَنُ رَآنِیُ
شبم را تابِ مہ آوردۂ تست[۱۴]

ترجمہ: ۱- میری آنکھ میں نور بصیرت کی جو روشنی ہے وہ آپ کی ہی عطا فرمودہ ہے۔
مجھے جو لاَ اِلٰہ کا نور ملا وہ بھی آپ کی ہی عنایت ہے۔

۲- میرے کریم ﷺ! مجھے صبح دیدار کی سعادت نصیب فرمائیے۔ میری رات کو چاند کی چمک آپ نے ہی عطا فرمائی ہے۔

۱۴- ن-م: ص ۵۲۔

○

۱۔ جہاں از عشق و عشق از سینۂ تُست
سرورش از مے دیرینۂ تُست

۲۔ جز ایں چیزے نمیدانم زِ جبریل
کہ او یک جوہر از آئینۂ تُست [۱۵]

ترجمہ: ۱- دنیا عشق سے ہے اور عشق کا تعلق آپ ﷺ کے سینہ پاک سے ہے اور عشق کی ساری سرمستیاں آپ ﷺ کی پرانی شراب سے ہیں۔

۲- میں اس بات کے علاوہ جبریلؑ امیں کے متعلق کچھ نہیں جانتا کہ وہ آپ کے آئینے کا ایک جوہر ہے یعنی جبریلؑ کا وجود آپ کے تصدق سے ہے۔

○

۱۔ مرا ایں سوز از فیض دمِ تُست
بتاکم موجِ مے از زمزمِ تست

۲۔ خجل ملکِ جم از درویشیٔ من
کہ دل در سینۂ من محرمِ تُست [۱۶]

ترجمہ: ۱- میرا یہ جذبۂ عشق آپ ﷺ کے دم کے سے ہے۔ میری شراب کی ترنگ آپ کے آب زمزم سے ہی ہے۔

۲- میری درویشی پر جمشید کا ملک شرمندہ ہے۔ کیونکہ میرے سینے میں موجود دل آپ ﷺ کی محبت سے آشنا ہے۔

۱۵- ن-م: ص ۵۴۔ ۱۶- ن-م: ص ۵۴۔

○

۱۔ بکوئے تو گدازِ یک نوا بس
مرا ایں ابتدا ، ایں انتہا بس

۲۔ خرابِ جرأتِ آں رندِ پاکم
خدا را گفت ما را مصطفیٰؐ بس[۱۷]

ترجمہ: ۱- تیری کوچے میں ایک صدا کا گداز کافی ہے، میری یہی ابتدا اور یہی انتہا ہے۔

۲- میں اس رند پاک کا حیران کیا ہوا ہوں جس نے خدا تعالیٰ سے کہا کہ میرے لیے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کافی ہیں۔

۱۷- ن-م:ص۵۹

جب سعودی فرمانروا عبدالعزیز ابن سعود نے روضہ رسول ﷺ کی حاضری پر بے جا ایسی پابندیاں لگائیں جو محبت وعشق مصطفوی ﷺ کے سراسر منافی تھیں تو حضرت اقبال نے سعودی فرمانروا سے مخاطب ہوئے متعدد اشعار کہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ تو ہم آں مے بگیر از ساغرِ دوست
که باشی تا ابد اندر برِ دوست

۲۔ سجودے نیست اے عبد العزیز ایں
بروبم از مژہ خاکِ درِ دوست

۳۔ تو سلطانِ حجازی ، من فقیرم
ولے در کشورِ معنی امیرم

۴۔ جہانے کو ز تخمِ لَا اِلٰہ رُست
بیا، بنگر بآغوشِ ضمیرم

۵۔ بیا، باہم در آویزیم و رقصیم
زگیتی دل بر انگیزیم و رقصیم

۶۔ یکے اندر حریم کوچۂ دوست
زچشماں اشکِ خوں ریزیم و رقصیم

۷۔ ز افرنگی صنم بیگانہ تر شو
کہ پیمانش نمی ارزد بیک جَو

۸۔ نگاہے وام کن از چشم فاروق
قدم بے باک نہِ در عالمِ نو[۱۸]

ترجمہ: ۱- (اے سعودی فرمانروا) تو محبوب کے پیالے سے وہ شراب حاصل کر کہ جس سے تو بھی ہمیشہ کی طرح محبوب کی صحبت میں ہے۔

۲- اے عبدالعزیز! میں سجدہ نہیں کر رہا ہوں۔ بلکہ محبوب کریمؐ کی چوکھٹ کی مٹی اپنی پلکوں سے صاف کر رہا ہوں۔

۳- (اے عبدالعزیز!) تو حجاز کا بادشاہ ہے اور میں فقیر ہوں لیکن سلطنت الفاظ کا بادشاہ ہوں۔

۴- دنیا لا اِلٰہ کے بیج سے طاقتور ہوئی ہے۔ آ، اسے میرے ضمیر کے پہلو میں دیکھ۔ یعنی حقیقت توحید مجھ سے سیکھ۔

۵- آ، ہم اکٹھے ہو کر (عشق و مستی میں) رقص کریں دنیا سے دل ہٹا لیں اور رقص کریں۔

۶- ایک مرتبہ اپنے محبوب ﷺ کے شہر پاک کی گلیوں میں اپنی آنکھوں سے خون کے آنسو بہائیں اور رقص کریں۔ یعنی اے سعودی فرمانروا! اس عقلِ گمراہ کن کے دام سے باہر نکل اور عشق مصطفوی ﷺ کا ایک گھونٹ پی لے۔

۷- (اے ابن سعود!) یورپی بت سے زیادہ دور رہ کیونکہ اس کی شراب کا پیالہ ایک جَو سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

۸- (اگر تجھے خادم حرمین شریفین ہونے کا دعویٰ ہے تو یورپ و امریکہ کی طرف دیکھنے کی بجائے) حضرت عمر فاروقؓ سے ایک نگاہ ادھار لے لے۔ پھر نئی دنیا میں بے خوف و خطر ہو کر قدم رکھ۔

۱۸- ن-م: ص ۶۰، ۶۱، ۶۲۔

○

۱۔ بمنزل کوش مانندِ مہِ نَو
در ایں نیلی فضا ہر دم فزوں شَو

۲۔ مقامِ خویش اگر خواہی دریں دیر
بحق دل بند و راہِ مصطفیٰ[ص] رو![19]

ترجمہ: ۱- نئے چاند کی طرح منزل (پانے) کی کوشش کرتے رہو اس نیلی فضا میں ہر لمحہ بڑھتے رہو۔

۲- اگر تو اس دنیا میں اپنا مقام پانا چاہتا ہے تو اللہ سے لَو لگا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے راستے پر چلو۔

○

۱۔ کشودم پردہ را از روئے تقدیر
مشو نومید و راہ مصطفیٰ[ص] گیر

۲۔ اگر باور نداری آنچہ گفتم
زدیں بگریز و مرگِ کافرے میر![20]

۱۹- ن-م:ص ۶۵۔

۲۰- ن-م:ص ۶۷۔

ترجمہ:۱- میں نے تقدیر کے چہرہ سے نقاب ہٹا دیا ہے، مایوس نہ ہو اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو لازم پکڑ۔

۲- اگر تو میری اس بات پر یقین نہیں رکھتا تو دین اسلام سے بھاگ اور کافر کی موت مر۔ یعنی سنت کی پیروی سوئی قسمت کو جگا دیتی ہے اور سنت سے انحراف بربادی کا دوسرا نام ہے۔

روزگارِ فقیر

(غیر مطبوعہ کلام)

علامہ اقبال کا بہت سا نعتیہ کلام ایسا ہے جو ان کے موجودہ دیوان میں موجود نہیں ہے لیکن شارحین اقبال نے اس کلام کو بھی مختلف کتابوں میں محفوظ رکھا ہے، ظاہر ہے انسانی کلام میں ارتقاء کا پایا جانا ایک فطرتی ہے اور یہ کلام حضرت اقبالؒ کے ابتدائی دور کا ہے۔ اس لیے اس کلام میں نہ زور بیاں کی وہ جولانیاں ہیں جو مابعد کلام میں ہیں اور نہ ہی افکار کی وہ پختگی ہے جو کلام اقبال کا خلاصہ ہے۔ اس کلام کے چند نمونے محض اس لیے درج کیے جاتے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے حضرت اقبال کے فکری ارتقاء کو سمجھا جا سکے۔ اور اس سے یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے کہ اقبال کو عشق رسول ﷺ کی دولت پہلے دن سے نصیب تھی۔ اظہار بیاں میں پختگی مرحلہ بمرحلہ آتی گئی۔

پسند آئی نہ ان کو سیر نخلستانِ ایمن کی
مگر صحرائے یثرب میں وہ کیا بن ٹھن کے نکلے ہیں[۱]

۱- روزگار فقیر:۲/ ۲۴۷، فقیر سید وحید الدین۔ اقبال اکادمی، لاہور

○

شورشِ قَالُوْا بَلٰی اٹھی یہاں صبحِ اَلَسْت
دل اسی میخانے کا ٹوٹا ہوا پیمانہ ہے

اڑ کے اے اقبال! سوئے بزمِ یثرب جائے گا
روح کا طائر عرب کی شمع کا پروانہ ہے[۲]

○

حشر کے روز میرا دست جنوں کہتا ہے
اب کہاں جائیں چلو دامنِ محشر ہی سہی

روزِ محشر کوئی میخوار نشے میں بولا
گرمیٔ احمر نہیں ملتی ہے تو کوثر ہی سہی[۳]

۲- ن-م: ص۲۵۳۔
۳- ن-م: ص۲۵۹۔

○

دل کو ذوق دید سے جس دم شناسائی ہو
آنکھ محشر کے نظارے کی تمنائی ہو

سر کے بل راہِ مدینہ میں جو میں چلنے لگا
شوق پر صدقے تمنائے جبیں سائی ہو[۴]

○

قطرے کے منہ سے نام جو تیرا نکل گیا
بادل سے گر کے روئے ہوا پہ سنبھل گیا

عظمت ہے خاص پاک مدینے کی خاک کو
خورشید بھی گیا تو وہاں سر کے بل گیا[۵]

۴- ن-م:ص۲۶۰۔
۵- ن-م:ص۳۱۱

ہاں قسم دیتا ہوں میں مدفون یثرب کی تجھے
کر دعا حق سے کہ میں چھٹ جاؤں اس آزار سے[۶]

میں نے سو گلشن جنت کو کیا اُس پہ نثار
دشتِ یثرب میں اگر زیرِ قدم خار آیا

لیں شفاعت نے قیامت میں بلائیں میری
عرقِ شرم میں ڈوبا جو گنہ گار آیا

حشر میں ابرِ شفاعت کا گہر بار آیا
دیکھ اے جنسِ عمل تیرا خریدار آیا[۱]

۶۔ ن۔م: ص ۳۲۰۔
۱۔ ابتدائی کلام اقبال، ص ۱۹۴، ۱۹۵، ڈاکٹر گیان چند۔ شائستہ پبلشنگ ہاؤس، صدر کراچی نمبر ۳۔

○

اے کہ تھا نوح کو طوفاں میں سہارا تیرا
اور براہیم کو آتش میں بھروسا تیرا

اے کہ مشعل تھا ترا ظلمتِ عالم میں وجود
اور نور نگہ عرش تھا سایہ تیرا

اے کہ پرتو ہے تیرے ہاتھ کا مہتاب کا نور
چاند بھی چاند بنا ، پا کے اشارہ تیرا

گرچہ پوشیدہ حسن ترا پردوں میں
ہے عیاں معنی لولاک سے پایا تیرا

ناز تھا حضرت موسیٰ کو یدِ بیضا پر
سو تجلی کا محل نقشِ کفِ پا تیرا

چشمِ ہستی صفت دیدۂ اعمی ہوتی
دیدۂ کن میں اگر نور نہ ہوتا تیرا

مجھ کو انکار نہیں آمدِ مہدی سے مگر
غیر ممکن ہے کوئی مثل ہو پیدا تیرا[1]

۱- ن-م:ص ۱۹۵-۱۹۶۔

قوم کو جس سے شفا ہو، وہ دوا کون سی ہے؟
یہ چمن جس سے ہوا ہو وہ صبا کون سی ہے؟

جس کی تاثیر سے ہو عزت دین و دنیا
ہائے اے شافع محشر! وہ دوا کون سی ہے؟

جس کی تاثیر سے یک جان ہو امت ساری
ہاں بتا دے ہمیں وہ طرز وفا کون سی ہے؟[۳]

۳- ن-م:ص ۱۹۸۔

اقبال اور

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اقبال اور محبت رسول ﷺ

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردہ میم کو ہٹا کر
وہ بزمِ یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

جو تیرے کوچے کے ساکنوں کا فضائے جنت میں دِل نہ بہلا
تسلیاں دے رہی ہیں حوریں خوشامدوں سے منا منا کر

بہار جنت سے کھینچتا تھا ہمیں مدینے سے آج رضواں
ہزار مشکل سے اُس کو ٹالا بڑے بہانے بنا بنا کر

لحد میں سوتے ہیں تیرے شیدا تو حورِ جنت کو اس میں کیا ہے
کہ شورِ محشر کو بھیجتی ہے خبر نہیں کیا سکھا سکھا کر

تیری جدائی میں خاک ہونا اثر دکھاتا ہے کیمیا کا
دیار یثرب میں آ ہی پہنچے صبا کی موجوں میں مل ملا کر

اقبال اور محبت رسولؐ: ص ۱۴۸-۱۴۹، ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی، اقبال اکادمی، پاکستان

شہیدِ عشقِ نبیؐ کے مرنے میں بانکپن بھی ہیں سو طرح کے
اجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کر

رکھی ہوئی کام آ ہی جاتی ہے جنس عصیاں عجیب شے ہے
کوئی اسے پوچھتا پھرے ہے زرِ شفاعت دکھا دکھا کر

ترے ثنا گو عروس رحمت سے چھیڑ کرتے ہیں روزِ محشر
کہ اس کو پیچھے لگا لیا ہے گناہ اپنے دکھا دکھا کر

بتائے دیتے ہیں اے صبا ہم یہ گلستانِ عرب کی بو ہے
مگر نہ اب ہاتھ لا ادھر کو وہیں سے لائی ہے تو اڑا کر

تیری جدائی میں مرنے والے فنا کے تیروں سے بے خطر ہیں
اجل کی ہم نے ہنسی اڑائی اُسے بھی مارا تھکا تھکا کر

ہنسی بھی کچھ کچھ نکل رہی تھی مجھے بھی محشر میں تاکتی تھی
کہیں شفاعت نہ لے گئی ہو مری کتابِ عمل اٹھا کر

یہ پردہ داری تو پردہ در ہے مگر شفاعت کا آسرا ہے
دبک کے محشر میں بیٹھ جاتا ہوں دامن تر میں منہ چھپا کر

شہید عشق نبیؐ ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلے گی
اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ خورشید سے جلا کر

خیال راہ عدم سے اقبالؔ تیرے در پر ہوا ہے حاضر
بغل میں زادِ سفر نہیں ہے صلہ مری نعت کا عطا کر